شناخت

احمد اقبال

اس بیوی کی کہانی جو فضائی حادثے میں ہلاک ہونے والے اپنے
شوہر کی لاش شناخت کرنے کی مہم پر نکلی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ
آنے والے لوگ کون تھے؟ اس کی حقیقت کیا تھی؟ ایک جانسوز
حادثے سے کتنے اسرار وابستہ تھے؟
یہ سب آپ کو جیک ہگنز Jack Higgins کے ناول
East of Desolation کی تلخیص سے معلوم ہوگا۔

میں جب غسل خانے سے نکلا تو کھڑکی سے مجھے جیک آرنلڈ کے جہاز کی ایک جھلک نظر آئی اور میں نے جولیا کی طرف دیکھا جو کمرے کی صفائی کرنا بھول گئی تھی۔ "اتنی بے تاب کیوں ہو؟" میں نے کہا "تمہارا محبوب ابھی تمہارے قدموں میں آگرے گا۔"

"وہ تو کسی کا بھی محبوب نہیں ہے مسٹر مارٹن اور پھر بھی سب کا محبوب ہے۔" وہ مایوسی سے بولی اور جلدی جلدی بستر پر بکھری ہوئی چادر کی شکنوں کو صاف کرنے لگی۔ پھر اس نے کمبل تہہ کر کے رکھے۔ اور میرے لیے ناشتہ لینے نکل گئی۔ جولیا بڑی اچھی لڑکی تھی۔ گذشتہ کئی برس سے فریڈرک برگز کے جس ہوٹل میں قیام کرتا تھا وہاں میرے کمرے کی صفائی اور دوسرے کاموں کے لیے وہی مامور رہتی تھی۔ یہ میل دو راس کا دادا رہتا تھا اور وہ سردیوں کا پورا موسم اس کے فارم پر بھیڑوں کی دیکھ بھال اور اس کی خبر گیری میں گزارتی تھی لیکن گرمیاں شروع ہوتے ہی جب سیاح آنے لگتے تو وہ فریڈرک کے ہوٹل میں نوکری کرنے آجاتی تھی۔

جولیا نے ناشتہ میز پر سجایا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جیک طوفان کی طرح اندر داخل ہوا۔ "گڈ" اس نے اپنا ہیلمٹ ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا: "ایک منٹ بعد میں سردی اور بھوک سے دم توڑ دیتا۔" پھر اس نے جیکٹ اتار کر دوسرے کونے میں پھینکی۔ اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ مگر بیٹھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ کہے بغیر جولیا سے لپٹ گیا: "معاف کرنا میں نے تمہیں دیکھا ہی نہیں تھا۔" وہ لپٹے ہوئے بولا: "دراصل بھوک سے میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا اور میری آنکھیں تمہارے حسن کا جلوہ دیکھ کر ویسے ہی خیرہ ہو جاتی ہیں۔"

"دور ہٹو کمینے" جولیا نے کہا۔ "شرم نہیں آتی جھوٹ بولتے ہوئے" جیک یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔ "جولیا۔" وہ بڑے دکھی لہجے میں بولا "میں دنیا بھر سے جھوٹ بول سکتا ہوں مگر تم سے نہیں۔" مجھے معلوم تھا یہ اداکاری ہے مگر میں نے اپنی ہنسی کو روک لیا۔ جیک نے اپنی جیبوں میں سے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر میرے بستر پر پھینک دیں۔ "جانتی ہو یہ دولت میں کس لیے کما رہا ہوں۔" وہ بولا "صرف اس لیے کہ میں تم سے شادی کر سکوں۔"

جولیا کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ "کل تک تم یہ تمام رقم جوئے میں ہار دو گے۔ مجھے معلوم ہے۔" جولیا نے بے رخی سے کہا۔ جیک نے سارے نوٹ واپس جیبوں میں ٹھونس لیے مگر دو سو ڈالر جولیا کو تھما دیے۔ "تم ٹھیک کہتی ہو۔ لو یہ رقم میرے حساب میں جمع کر لو ورنہ یہ بھی جائے گی" حسب معمول جولیا نے رقم لے لی اور یوں کمرے سے نکل گئی جیسے اس نے جیک کی بات کا یقین کر لیا ہے۔ جھوٹے ہی سہی لیکن خواب کچھ دیر تو آدمی کو حقیقت کا فریب دیتے ہیں۔ وہ جانتی تھی کہ ہر ہفتے ملنے والے یہ دو سو ڈالر جمع ہو کر کبھی اتنی بڑی رقم نہیں بن سکیں گے کہ اس سے شادی کا خواب پورا ہو سکے۔ وہ جانتی تھی کہ یہ دو سو ڈالر جیک اسے کیوں دیتا ہے اور وہ اس رقم کو اپنی تنخواہ کے ساتھ اس لیے جمع کرتی رہتی تھی کہ جب سردیوں کا موسم آئے تو اس کے لیے اور اس کے دادا کے لیے اخراجات کا مسئلہ نہ ہو۔ وہ جانتی تھی کہ جیک اس سے کبھی شادی نہیں کرے گا۔ اتنی رقم تو اس وقت بھی اس کی جیب میں تھی کہ وہ چاہتا تو اپنی بات کو سچ کر کے دکھا سکتا تھا۔ لیکن اس نے جولیا کو صرف دو سو ڈالر دیئے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ جیک کبھی اس رقم کا طلب نہیں مانگے گا اور جیک بھی یہ جانتا تھا کہ وہ سب کچھ جانتی ہے مگر یہ سلسلہ اسی طرح چل رہا تھا۔

اس کے جاتے ہی جیک میز پر بیٹھ گیا اور ندیدوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑا۔

"جیک" میں نے کہا۔ "کم از کم اس لڑکی کو تو بخش دو۔ آخر تم کب تک یہ جھوٹ بولتے رہو گے۔"

"تم ایک جذباتی اور احمق انسان ہو" اس نے کسی فلسفی کی طرح کہا "تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ میری باتوں پر یقین کرتی ہے؟ یہ بھولی بھالی اور معصوم صورت نظر آنے والی لڑکیاں بڑی مکار ہوتی ہیں۔" اس وقت الین اندر آگئی اور جیک کی بات اس کے نوالے کے ساتھ حلق میں اٹک گئی۔ شاید اس سے پہلے اس نے الین کو فلموں میں دیکھا تھا مگر اب وہ اس کے سامنے موجود تھی اور وہ صدمے سے بے ہوش ہونے والا تھا۔ یہ بات اس کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتی تھی کہ صف اول کی ایک ہیروئن جو اب تک اسکرین پر ہر روپ میں جلوہ گر ہو چکی تھی جیتی جاگتی عورت کے روپ میں اس کے روبرو کھڑی ہو گی۔ یوں بھی اسکرین پر نظر آنے والی اور حقیقی الین میں وہی فرق تھا جو آدمی میں اور آدمی کے سائے میں ہوتا ہے۔ اسے دیکھ کر اس خیال کی نفی ہوتی تھی کہ اس کا حسن و جمال میک اپ اور کیمرے کے زاویہ نگاہ کا مرہون منت ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ حسین تھی جتنی اپنی فلموں میں نظر آتی تھی۔ نسلاً وہ یہودی تھی اور آغاز شباب میں اسرائیل سے ہالی وڈ آگئی تھی۔

"مارٹن۔" وہ کچھ دیر بعد بولا۔ "کیا مجھے دن میں خواب نظر آنے لگے ہیں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میرے سامنے الین گریس کھڑی ہے۔" "الین گریس" میں نے کہا۔ "یہ میرا دوست جیک آرنلڈ ہے اور اس قسم کے ڈائیلاگ بولنے کا ماہر ہے۔" الین ہنس پڑی مگر جیک شرمندہ ہونے والا آدمی نہ تھا۔ اس نے حسب عادت الین گریس کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیے جن میں اس کے فن سے اس کے

حسن یک ہر چیز کی تعریف کے سوا کچھ نہ تھا۔
"جیک" میں نے تنگ آکر کہا۔ "اپنی اس بکواس کو ختم کرو ہمیں جانا ہے"
"کہاں" جیک نے یوں کہا جیسے اس پر دل کا دورہ پڑ گیا ہے۔
"مس ایلین میرے ساتھ جارج سے ملنے جا رہی ہیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"آپ کی باتیں تو بہت دلچسپ ہیں مسٹر جیک مگر میں ذرا جلدی میں ہوں۔" ایلین گرس نے اٹھتے ہوئے کہا اور اپنا ہاتھ مصافحہ کے لیے بڑھایا جسے جیک نے بڑی عقیدت سے تھام کر بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ میں نے دل ہی دل میں جیک کو گالی دی۔ خبیث کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ لڑکی ہونی چاہیے۔ رنگ نسل اور عمر وغیرہ سب اضافی باتیں ہیں۔

آدھ گھنٹے بعد میں اور ایلین آسمان کی وسعتوں میں پرواز کر رہے تھے اور ایلین گرین لینڈ کے پہاڑوں کی چوٹیوں کو دیکھ رہی تھی جہاں برف کی سفیدی پر دھوپ جگمگا رہی تھی۔ نیچے پھیلے ہوئے سمندر میں چھوٹے چھوٹے جہاز دکھائی دے رہے تھے۔ "یہ ماہی گیروں کے جہاز ہیں مئی اور جون میں نیو فاؤنڈلینڈ کے ساحل پر رہتے ہیں پھر وہاں شکار کا موسم ختم ہو جاتا ہے اور یہ لوگ گرین لینڈ کے ساحل پر آجاتے ہیں"۔ میں نے اسے بتایا۔

"تم دنیا کے اس غیر آباد علاقے میں کیوں رہتے ہو؟" وہ بولی۔ "تم جیسا ماہر پائلٹ تو دنیا کی کسی بھی ایئر لائن میں کامیاب ہو سکتا ہے"

"مس ایلین" میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا "جتنا میں یہاں ایک سال میں کما لیتا ہوں کسی بڑی سی بڑی ایئر لائن میں پانچ سال رہ کر بھی نہیں کما سکتا۔ اس کا پانچواں حصہ بھی نہیں بچا سکتا۔"

"تمہاری یہ شب و روز کی محنت اور یہ قربانی کس کے لیے ہے" وہ زیر لب مسکرائی۔

"کسی کے لیے بھی نہیں"۔ میں نے اس کی مسکراہٹ کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا "آدمی صرف ایک بار زخم کھانے کی ہمت رکھتا ہے مس ایلین کیونکہ دل پتھر کا ٹکڑا نہیں ہے"۔

"تم کسی کے جرم بے وفائی کی سزا میں بن باسی ہوئے ہو" ایلین نے کہا "لیکن یہ بیراگ اپنی ذات سے انتقام کے لئے کیوں؟" اس نے سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں اپنے ذہن سے ماضی کی ان تلخ یادوں کو کھرچ دینا چاہتا تھا جن کا تعلق میری زندگی کے ایک ایسے دور سے تھا جب بے غرض محبت سے شروع ہو کر طلاق پر ختم ہونے والا تھا۔ بے غرض اس لیے کہ جب میں نے شادی کی تو میرے پاس محبت کے سوا کچھ نہ تھا اور میری فلم اسٹار بیوی کے پاس دولت بھی تھی اور شہرت بھی مگر اس دنیا میں سیاسیات سے لے کر معاشیات تک ہر چیز پر مادیت حاوی ہے آہستہ آہستہ اس کی مصروف زندگی کے شب و روز میں میرے وجود کی اہمیت کم ہوتی گئی میری سہم جو اور آزاد طبیعت پر اس کے معمولات کی پابندی گراں گزرنے لگی اور اس کی شہرت اور دولت میری انا کو مجروح کرنے لگی اور میں نے محسوس کیا کہ اس فرق کے علاوہ جو ہماری طبیعتوں میں ہے ہمارے مستقبل کے عزائم بھی الگ الگ ہیں۔ ہم دونوں ان خطوط مستقیم کی طرح تھے جو ایک نقطے پر ملے ہوں مگر اس کے بعد ایک دوسرے کو کاٹتے ہوئے آگے بڑھ گئے ہوں اور یہ فاصلہ بڑھتا جا رہا ہو۔ اب مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے اور اسے میری خبر نہ تھی مگر کبھی کبھی محبت نامے کی جگہ اس کے یا میرے وکیل کا کوئی پیغام موصول ہو جاتا تھا جس میں طلاق کے علاوہ دیگر مقدمات کی تازہ ترین صورت حال کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا میں نے ایک سرد آہ بھر کے نیچے دیکھا اور جہاز کو اتارنے کی تیاری کرنے لگا۔ ایلین کی بات نے میرے اس زخم کو کرید دیا تھا جو اب مندمل ہونے لگا تھا اور شاید اسے اپنی غلطی کا احساس بھی تھا۔ جہاز ایک ایسے مقام پر جا کر رکا جہاں لکڑی کے تین چار ویران کیبن کھڑے تھے۔ کھڑکیوں اور دروازے کے پٹ ہوا سے جھول رہے تھے اور اندر ردی کاغذوں کے ٹکڑے اور پرانے اخبار اڑ رہے تھے۔ فرش پر خالی بوتلوں اور ڈبوں کے ڈھیر پڑے تھے۔ کیبن کے باہر ایک احاطہ سا تھا جس میں چند قبروں کے کتبے نظر آ رہے تھے۔ "مسٹر مارٹن" وہ کسی قدر خوفزدہ لہجے میں بولی "یہاں کے رہنے والوں پر کیا آفت آئی تھی"۔

"کچھ نہیں" میں نے مسکرا کر کہا "کسی زمانے میں یہاں مچھلی کا شکار کرنے والے قیام کرتے تھے۔ پھر اس علاقے میں شکار نہ رہا اور لوگوں نے یہاں آنا چھوڑ دیا۔"

"اور یہ قبریں؟ ان میں سے کچھ تو بہت پرانی ہیں"۔

"ہاں۔ یہ وہ لوگ تھے جو اچانک برف کے طوفان میں گھر گئے اور مارے گئے"۔ میں نے کہا۔ اس مقام سے ساحل تک کا فاصلہ ہم نے پیدل طے کیا۔ جب میں ایلین کو بحری جہاز پر چھوڑ کر موٹر بوٹ میں روانہ ہوا تو جہاز کے کپتان نے کہا "مسٹر مارٹن خدا کے لیے جارج کو سمجھاؤ۔ وہ کیوں اپنی اور میری جان کا دشمن ہو رہا ہے۔ اس کا پیسہ میرے کس کام آئے گا اگر میں جہاز سمیت غرق ہو گیا۔ میں تو اس کے ساتھ آ کے پچھتا رہا ہوں"۔

"میں تو اس بات پر حیران ہوں مسٹر سائمن کہ وہ مجھے دو نہیں دوگنا معاوضہ کیسے ادا کر دیتا ہے اور وہ بھی نقد۔ میں نے تو سنا تھا کہ وہ مالی بدحالی کا شکار رہے ہیں" میں نے کہا اور کشتی لے کر چل پڑا۔

میرے چاروں طرف برف کا سمند ر تھا۔ صدیوں پرانی اس برف میں جگہ جگہ دراڑیں پڑ گئی تھیں اور منجمد پانی کے درمیان شگاف

پانی کے دھارے نمودار ہو گئے تھے۔ میں کشتی کو برف کے ٹوٹ جانے سے پیدا ہونے والے راستوں پر بڑی احتیاط کے ساتھ آگے بڑھا رہا تھا کیونکہ دونوں جانب برف کے تودوں کے کنارے یوں نکلے ہوئے تھے کہ چھوٹی سی کشتی ان کے ذرا سے قریب آ جانے پر کسی مگرمچھ کے نوکیلے دانتوں کے درمیان پھنس جانے والے شکار کی طرح ختم ہو سکتی تھی۔ ہر سال جب موسم بدلتا تھا تو یہ برف اسی طرح ٹوٹ جاتی تھی اور وہیل مچھلی کا شکار کرنے والے دو مہینے تک ایسی ہی چھوٹی چھوٹی کشتیاں لیے اس علاقے میں گھومتے نظر آتے تھے مگر یہ کام انتہائی خطرناک تھا۔ کیونکہ برف کی تہہ کی موٹائی ہر جگہ ایک سی نہیں رہتی تھی۔ سال کے دس مہینے سینکڑوں میل تک برف کا ایک ایسا سلسلہ نظر آتا تھا جس میں حدِ نگاہ کوئی حصہ غیر منجمد نہیں ملتا تھا مگر جب برف ٹوٹتی تھی تو کبھی کبھی اس کے ٹکڑے کئی کئی مربع میل کے ہوتے تھے اور ان کی موٹائی کہیں چند فٹ ہوتی تھی تو کہیں ہزاروں فٹ اور وہیل مچھلی جو انتہائی گہرائی میں سفر کرتے کرتے برف کے نیچے ہی نیچے چلتی ہوئی یہاں آ پہنچتی تھی۔ وہ شکستہ برف کے پانی میں سے سر نکال کر تازہ ہوا اور روشنی کی جستجو کرتی اور پا آتی تھی تو شکاریوں کے نوکیلے بھالوں کا نشانہ بن جاتی تھی۔

میری نگاہ جارج کو تلاش کر رہی تھی جو اس علاقے میں قطبی ریچھ کا شکار کرنے آیا ہوا تھا۔ یہ اس کا خبط تھا یا جنون مگر مجھے اس سے کوئی سروکار نہ تھا۔ کہنے والے کہتے تھے کہ وہ ذہنی عدم توازن کا شکار ہے اور یہ بات کسی حد تک درست بھی تھی۔ چند برس پہلے جارج فلمی دنیا کے افق کا سب سے روشن ستارہ تھا۔ دولت اس کے قدم چومتی تھی اور دنیا بھر میں اس کے کروڑوں مداح اور پرستار اس کے لیے دیدہ و دل فرشِ راہ کیے رہتے تھے تو فلمی دنیا میں سینکڑوں اس کی کامیابی پر رشک اور حسد کی آگ میں بھی جلتے تھے۔ پھر اس کے کمال کا زوال آیا مگر اس کا سبب بدنامی کے وہ افسانے تھے جو اس کی ذات سے منسوب ہونے لگے تھے۔ ایک مرتبہ وہ لندن کے کسی گھٹیا شراب خانے میں کسی معمولی سی بات پر مشتعل ہو گیا اور نشے میں مدہوش تھرڈ کلاس قسم کے لوگوں نے اسے پہچانے بغیر مار مار کر اس کی ہڈیاں توڑ دیں۔ دوسرا واقعہ روم میں پیش آیا جہاں پولیس نے اس کے قبضے سے نشہ آور ادویات کا خاصا بڑا ذخیرہ برآمد کیا مگر عدالت سے وہ جرمانے کی سزا پا کر بچ گیا۔ پھر امریکہ میں اس نے پندرہ سال کی کسی نابالغ لڑکی کو شادی کا جھانسہ دے کر خراب کیا اور قانون کی گرفت میں آنے سے بچنے کے لیے اسے لڑکی کے والدین کو بہت بڑی رشوت دے کر ان کا منہ بند کرنا پڑا، تاہم ایک اڑتی اڑتی خبر ان اخبارات تک پہنچ گئی جو اسکینڈل بنانے کے ماہر تھے لیکن معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ اس کے بعد بھی آئے دن وہ خبریں آنے لگیں جن سے اس کی مزید رسوائی ہوئی اور بیک وقت فلم بینوں اور فلم سازوں کی نگاہ میں اس کی وقعت کم سے کم تر ہوتی چلی گئی۔ اداکار کی حیثیت سے اس کے فن میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ لیکن یہ رسوائی لے ڈوبی اور وہ دن بہ دن غیر مقبول ہونے لگا۔ اگر وہ چاہتا تو تھوڑی سی خود اعتمادی سے کام لے کر اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کر سکتا تھا۔ مگر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس نے خود کو تباہ کرنے کی قسم کھا لی ہے۔ زندگی میں ہر قدم پر کامیابی سے ہمکنار ہونے والے کسی شخص کا یہ منفی ردعمل بڑا عجیب تھا۔ اب وہ ساری دنیا سے کٹ کر گرین لینڈ کے اس برفانی ویرانے میں قطبی ریچھ کے لیے مارا مارا پھر رہا تھا۔ مہذب انسانوں سے رشتہ توڑ کر اسکیموز کے ساتھ زندگی بسر کر رہا تھا اور متمدن دنیا کی ساری آسائشات کو تج کر اس خطے کے تکلیف دہ حالات میں خوش تھا جہاں بنیادی ضروریات تک دستیاب نہ تھیں۔ جنابچہ مجھے اس نے ان اشیائے ضرورت کی فراہمی پر مامور کیا تھا جو اس کے لیے ناگزیر تھیں مثلاً سگریٹ کافی گرم کپڑے اجو وہ اسکیموز میں تقسیم کرتا رہتا تھا، اور شراب وہسکی کا ایک کریٹ فی ہفتہ۔ مجھے وہ میری خدمات کا معاوضہ دوگنا ادا کرتا تھا اور نقد۔

میں اس برفانی خطے میں اسی نوعیت کے کام کرتا تھا اور میرا چھوٹا سا جہاز "اوٹر" میرے لیے بڑا منافع بخش ثابت ہو رہا تھا کیونکہ عام ہوائی جہازوں کے مقابلے میں اس کی ایک اضافی خوبی یہ تھی کہ اس کو پانی میں بھی اتارا جا سکتا تھا۔ میں جارج کے لیے ہفتے میں ایک بار سامانِ رسد لے کر آتا تھا تو پہلے مجھے اس پورے علاقے پر پرواز کر کے اس بحری جہاز کو تلاش کرنا پڑتا تھا جو جارج کو گرین لینڈ کے ساحل تک لایا تھا۔ پھر جارج کی جستجو کرنی پڑتی تھی جو ساحل سے دور اس برفانی علاقے میں کسی بھی جگہ مل سکتا تھا۔ جب میں نے فضا سے اس کا سراغ لگا لیتا تھا تو قریب ترین مقام پر جہاز کو اتار کر باقی سفر ایسی ہی کشتی میں کرتا تھا جو اب میرے پاس تھی اور برف کی پرپیچ مکڑی کے جالوں کی طرح پھیلی ہوئی درزوں میں سے گزرتا بالآخر وہاں پہنچ جاتا جہاں جارج، اسکیموز اور ان کے شکاری کتوں کے ساتھ سفر کی منزل میں ہوتا تھا۔ یہ قطبی ریچھ کے ملنے کا زمانہ نہیں تھا مگر وہ اپنے جنون میں ایک موہوم سی امید کا سہارا لیے سرگرداں تھا۔

میں نے اچانک اسے دیکھ لیا۔ وہ برف کے فرش پر اسکیموز کے ساتھ حلقہ بنائے بیٹھا تھا اور ان کے درمیان الاؤ روشن تھا۔ سارے اسکیموز اپنے روایتی لباس کی جگہ جارج کے دیے ہوئے اونی کپڑے پہنے بیٹھے تھے اور ایک نظر میں جارج ان سے الگ نظر نہ آتا تھا۔ کتے جو شکار کے دوران برف پر پھسلنے والی گاڑیاں بھی کھینچتے تھے اور

برفانی ریچھ سے بھی لڑ جاتے تھے۔ ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ کشتی کے انجن کی آواز سن کر جارج نے پلٹ کر دیکھا اور ایک نعرہ لگایا "تارن!" اور اٹھ کر میری طرف لپکا۔ میں نے کشتی کا انجن بند کیا۔ رائفل کندھے پر لٹکائی اور چھلانگ مار کر برف پر اتر گیا۔

"تم خلافِ معمول آج کیسے آ گئے۔" وہ بولا "اور یہ رائفل کا بوجھ ہر بار اٹھا کے لانے کا کیا خبط ہے تمہیں۔ اس دنیا میں گولی نہیں" اس نے نیزہ اٹھا کر کہا "یہ کام آتا ہے۔" مجھے اس کی نظروں میں درندگی کی ایک سفاک چمک نظر آئی۔

"میں اپنی حفاظت کے لیے وہ طریقہ بہتر سمجھتا ہوں جو یقینی ہو" میں نے کہا "میں تمہارے ایک مہمان کو لے کر آیا ہوں۔"

اس کا چہرہ ایک سوالیہ نشان بن گیا "کون مہمان؟ میں یہاں کسی کی مہمانی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور یہ بات میں نے تمہیں بتا دی تھی۔" اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال گہرا ہو گیا تھا۔

"یہ بات میں نے اسے بھی بتا دی تھی مگر اس نے کہا کہ تم ملنے پر رضامند نہ ہوئے تو وہ لوٹ جائے گی۔ میں ایلین کو لے کر آیا ہوں۔ ایلین گریس کو۔"

اس نے مجھے یوں دیکھا جیسے میرا دماغ چل گیا ہے۔ "ایلین؟ ایلین یہاں کیوں آئی ہے۔ اسے مجھ سے ایسا کون سا کام پڑ گیا ہے۔"

"مجھے کام سے نہیں دام سے غرض ہے۔" میں نے کہا "آنے جانے کا کرایہ میں اس سے پیشگی وصول کر چکا ہوں۔ تم ملنا چاہتے تو ملو ورنہ میں اسے کل واپس لے جاؤں گا اور نہیں جائے گی تو تمہیں چھوڑ جاؤں گا میری طرف سے وہ جہنم میں جائے۔" جارج کے کچھ کہنے سے پہلے ایک اسکیمو نے چیخ ماری اور نیزہ اٹھا کے دوڑا۔ اس کی تقلید میں باقی لوگوں نے بھی اپنے اپنے نیزے اٹھائے اور چیختے چلاتے برف پر دوڑنے لگے۔ جو ان کے اشارے کو سمجھتے تھے ان سے آگے نکل گئے۔

"مل گیا!" جارج نے وحشیانہ مسرت سے چیخ کر کہا اور اسکیموز کے پیچھے بھاگا۔ میں سمجھ گیا کہ "مل گیا" کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔ قطبی ریچھ کو قریب سے دیکھنے کی سنسنی میرے جسم میں بھی دوڑی اور میں ان سب کے پیچھے ہو گیا۔ برف پر دوڑنا آسان کام نہیں تھا۔ پھسل جانے کے علاوہ برف کی کسی بھی کمزور تہہ کے ٹوٹنے سے یخ بستہ پانی میں غرق ہونے کا خطرہ ہر قدم پر موجود تھا۔ فضا میں آکسیجن کی مقدار کی کمی سے بہت جلد میری سانس پھول گئی اور میں نے حیرت اور رشک کے ساتھ جارج کو دیکھا جو عمر ڈھل جانے کے باوجود مجھ سے کہیں آگے تھا اور اس کی رفتار بھی مجھ سے زیادہ تھی۔ میں ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوا تھا اور وہ اسی سال ہیرو کی حیثیت سے پہلی بار کسی فلم میں آیا تھا۔ تاہم عمر کا یہ تفاوت اتنا زیادہ نہیں لگتا تھا۔

ریچھ اچانک سامنے آ گیا۔ فطرت نے نظامِ حیات کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے قطبی ریچھ کو سیاہ کے بجائے سفید رنگ عطا کیا تھا جو برف کے پس منظر میں آسانی سے نظر نہیں آتا تھا۔ اس کی جسامت بھی میدانی ریچھ کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی۔ میرے اندازے کے مطابق پچاس فٹ دور کھڑے ہوئے اس ریچھ کا وزن ایک ہزار پونڈ سے کم نہ تھا۔ اس نے شور مچاتے ہوئے اسکیموز اور کتوں کے غول کو ایک شانِ بے نیازی اور حقارت سے گردن گھما کر دیکھا اور یک لخت دوڑنے والوں کے قدم رک گئے۔ یوں جیسے ریچھ کی ہیبت نے مفلوج کر دیا ہو۔ میں جانتا تھا کہ اسکیموز کتنے توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں۔ وہ قطبی ریچھ کو ایک ایسی مخلوق سمجھتے ہیں جس کا مقابلہ کرنا آدمی کے بس کی بات نہیں۔ اس نفسیاتی کمزوری کی علامت غیر مہذب دنیا کے ہر خطے میں ملتی ہیں جہاں کسی جانور کو منحوس سمجھا جاتا ہے تو کسی کو مقدس۔ قطبی ریچھ کی طاقت کے مقابلے میں کتے کی کوئی حیثیت نہ تھی اور اس پر غراتے کتوں کا غول اگر اسے زخمی کر کے اس کی جان لینے میں کامیاب ہو بھی جائے تو خود بھی مارا جاتا ہے۔ اس کا ایک پنجہ ہی ایک ہی وار میں آدمی کے دھڑ سے اس کے سر کو تلوار کی طرح اڑا سکتا تھا۔ چنانچہ اس سے خوف زدہ ہونا فطری بات تھی مگر مجھے جارج کی بے خوفی پر حیرت ہوئی جو دیدنی سے کم نہ تھی۔ وہ نیزہ اٹھائے برابر آگے بڑھ رہا تھا۔ ریچھ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ پھر آرام سے چلتا ہوا برف کے تودوں کے درمیان خلا میں اتر گیا۔ اس کے بعد وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ ریچھ ایک اور خلا میں سے نمودار ہوا اور اس نے اپنے وجود کو برف کی اس سل پر پھینک دیا جس پر جارج دوڑ رہا تھا۔ ایک ہزار پونڈ وزنی ریچھ کے گرنے سے سل برف میں لکیریں یوں نمودار ہو گئیں جیسے شیشے پر پتھر پھینکنے سے نمودار ہوتی ہیں۔ جارج نے اپنا نیزہ پھینکا مگر توازن برقرار نہ رہنے کے باعث نیزہ ریچھ کے جسم میں پیوست ہونے کی بجائے اس سے ایک فٹ دور برف میں گڑ گیا۔ ریچھ نے اپنے بھاری بھرکم پنجوں سے برف کو کوٹنا شروع کیا اور دیکھتے دیکھتے برف کی وہ کئی فٹ موٹی چادر جگہ جگہ سے پھٹنے لگی۔ جارج کا پیر ایک دراڑ میں پڑا اور وہ گر گیا۔ اسکیموز اس سے بہت دور کھڑے چلا رہے تھے اور اسے واپس آنے کو کہہ رہے تھے۔ ان کے شکاری کتے ریچھ کی غراہٹ سے خوف زدہ دم دبائے کھڑے تھے اور صاف نظر آ رہا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی جارج کی مدد کے لیے ایک قدم بڑھانے کے لیے تیار نہیں۔ اپنے شکار کو دیکھ کر بے بس پا کر ریچھ اور آہستہ آہستہ جارحانہ انداز میں جارج کی طرف بڑھا۔ اسی وقت میں نے کندھے پر سے رائفل اتاری اور ایک گھٹنا ٹیک کر رائفل کو مضبوطی سے کندھے پر جما کر ریچھ کے سر کا نشانہ لیا اور گولی چلا دی۔ ریچھ ایک خوفناک چیخ مار کر پیچھے گرا تو میں نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ میرے لیے نشانہ خطا ہونے کی صورت میں دوسری گولی چلانے کا وقت نہ تھا اور جارج کو لقمۂ اجل بنانے کے لیے ریچھ کے واسطے چند سیکنڈ کی یہ مہلت بہت تھی۔ اسکیموز اب ریچھ کی طرف بھاگتے

تھے مگر جارج بدستور بے سدھ پڑا تھا۔ شاید خوف نے اور موت کے یقین نے اسے اتنا مفلوج کر دیا تھا کہ اب اسے اپنے زندہ بچ جانے کا یقین کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ میں نے اسے سہارا دے کر اٹھایا۔

"تھینک..... تھینک یو بوائے" اس نے میرے کندھے کا سہارا لے کر کہا۔ "تم نے میری جان بچالی۔" ایک اسکیمو نے قریب آکر مجھ سے پوچھا کہ کیا انہیں ریچھ کا گوشت اور کھال لے جانے کی اجازت ہے تو میں نے انہیں انہی کی زبان میں اس کی اجازت دیدی۔ جارج کشتی میں بیٹھ گیا اور میں نے کشتی کا رخ ساحل کی طرف پھیر لیا۔

"کیا الین بحری جہاز پر ہے؟" اس نے پوچھا اور میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں نے سنا ہے الین گریس یہودی ہے اسرائیل کی رہنے والی۔"

جارج مسکرایا "اس کے فلمی نام سے لوگ یہی سمجھتے ہیں لیکن وہ میری پہلی فلم میں ہیروئن بننے سے پہلے ماریہ گراس مین تھی۔" میرے لیے یہ یقیناً انکشاف تھا۔

الین میرے ساتھ واپس نہیں گئی۔ کسی نامعلوم سبب کی بنا پر جارج نے اس کو ٹھہرنے کی اجازت دیدی۔ حالانکہ اس معاملے میں اب تک اس نے کسی سے کوئی رعایت نہیں کی تھی اور دوست احباب رپورٹر اور فلم ساز اس سے ملاقات کی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ میں نے الین کو جارج کے بازوؤں کی گرفت میں چھوڑا اور خود سفر کی تھکان دور کرنے کے لیے باتھ روم میں گھس گیا۔ پہلوئے حور میں لنگور خدا کی قدرت۔ میں نے بیزاری سے سوچا۔ کہاں الین کا نرم و نازک برگ گل کی طرح شگفتہ و نوخیز بدن کہاں صورت سے جنونی نظر آنے والا غلیظ جارج میلے کپڑے اور بکھرے بال۔ حلیے کے آثار اس کے چہرے کی خستہ حالی سے عیاں تھے اور ذہن کی پریشان حالی کا عکس اس کے حلیے میں دکھائی دیتا تھا لباس بدلے ہوئے اور نہائے ہوئے اسے کئی ہفتے ہو چکے تھے۔ اس عرصے میں اس نے ایک بار بھی اپنے بالوں میں کنگھی نہیں کی تھی اور شیو کرنا تو درکنار شاید منہ بھی نہیں دھویا تھا۔ اس کی شیو بڑھتے بڑھتے باقاعدہ داڑھی کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ نہاتے ہوئے مجھے یہ سب بڑا عجیب لگا۔

جب میں لباس بدل کر اوپر آیا تو جارج جہاز کے مختصر سے بار میں بیٹھا پی رہا تھا اور ایک خط پڑھنے میں محو تھا۔ میں اسٹول گھسیٹ کر اس کے سامنے جا بیٹھا اور اس نے خط تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"صرف یہی پیغام لے کر آئی تھی الین تم سے ملنے" میں نے کہا۔ "جس کا تمہیں انتظار تھا۔"

"ہاں اور نہیں۔" وہ ہنسا "اس کے آنے کا مقصد یہ بھی تھا کہ میں اس سے اگلی فلم کے لیے ہیروئن کے رول کا معاہدہ کر لوں۔ اس بار تمہارا بل کتنا ہے؟" اس نے موضوع بدل کر کہا۔

"ساڑھے سات سو ڈالر۔" میں نے جواب دیا اور اپنے لیے اورنج جوس کا ایک گلاس بھرا۔ جارج نے کونے میں رکھی ہوئی تجوری کھولی اور سیاہ رنگ کا ایک بکس باہر نکالا ہمیشہ کی طرح اب بھی یہ بکس سو سو ڈالر کے نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے گڈی اٹھائی اور آٹھ نوٹ الگ کر کے میرے حوالے کیے "باقی پچاس ڈالر تمہاری اگلی شادی کے فنڈ کے لیے۔" میں نے کوئی جواب دیئے بغیر نوٹ جیب میں رکھ لیے۔

وہ ہمیشہ میرا بل اصل رقم سے زیادہ ہی ادا کرتا تھا اور کل رقم کو پورے سینکڑوں کے بنڈلوں تک لے آتا تھا مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ اس دریا دلی کے باوجود ابھی تک اس بکس میں بھرے ہوئے نوٹ کم نہیں ہوئے تھے۔ اسی وقت الین نے اندر قدم رکھا غسل کے بعد اس نے وہ لباس پہن لیا تھا جو اس کی فلموں میں نظر آتا تھا تو تماشائی سیٹیاں بجاتے تھے۔ میں نے صرف ایک نظر اسے دیکھا۔ پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

"الین ڈارلنگ۔" جارج نے کہا "تم اس ہوا باز کا دل بہلاؤ۔ میں ابھی نہا کے آتا ہوں۔"

میں سنبھل گیا۔ لیکن الین نے میری محویت کو بھانپ لیا تھا۔

"تمہارا دل کیسے بہلتا ہے؟" وہ میرے سامنے بیٹھ کر بولی۔ "پینے سے یا پلانے سے؟"

"دل تو کسی بہانے سے بھی بہل جاتا ہے۔ پینے کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے جب تمہاری آنکھوں میں ساری مستی شراب کی سی ہے۔" میں نے کہا۔ "ویسے بھی میں پیتا نہیں۔"

وہ مسکرائی۔ "تم خاصی راہبانہ زندگی گزار رہے ہو۔ مگر خیر، ہر آدمی کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔" اس نے اپنے گلاس میں تھوڑی سی وہسکی ڈالی۔ پھر آدھا گلاس شیمپین سے بھرا اور اس میں واڈکا ملا لی۔ حیرت کے اظہار کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے میں اپنی جگہ سے اٹھا اور ریڈیو گرام پر اپنی پسند کے چند ریکارڈ لگا کر واپس آبیٹھا۔ کیبن میں دل نواز موسیقی کا سحر پھیل گیا اور میں نے اورنج جوس کا یخ بستہ گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ ہم دونوں خاموشی سے پیتے رہے مگر میں نے محسوس کیا کہ الین کی نگاہیں مجھ پر جمی ہوئی ہیں "واڈکا بھی کیا چیز ہے بے رنگ بے ذائقہ۔" وہ اچانک بولی اور اپنا گلاس اٹھا لیا۔ "مگر موڈ میں دوآتشہ"

میں نے اپنے خالی گلاس کو دیکھا۔ پھر الین کی صورت کو اور ساری بات میری سمجھ میں آگئی۔ "تم نے اورنج جوس میں واڈکا ڈالی تھی۔" میں نے کھڑے ہو کر سخت لہجے میں کہا۔ وہ ہنسی اور میرا ہاتھ گھوم کر اس کے رخسار پر یوں پڑا کہ وہ چیخ مار کر اسٹول سے نیچے جا گری۔ "ذلیل عورت" میں نے غصے سے بے قابو ہو کر کہا "میں نے کہا تھا کہ میں شراب نہیں

پیتا" جواب کا انتظار کیے بغیر میں باہر بھاگا کیونکہ مجھے متلی محسوس ہو رہی تھی۔ عرشے پر پہنچتے ہی میں نے قے کی اور میرا جسم اس سرد موسم میں پسینے سے بھیگ گیا۔ دوسری قے کے بعد میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور میرا جسم کانپنے لگا۔ تیسری قے پر میں بے ہوش ہو گیا۔

میں جب ہوش میں آیا تو اپنے کیبن میں بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ کسی نے میرے کپڑے بھی بدل دیے تھے۔ ایلمن میرا ہاتھ تھامے میرے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی۔ "مجھے سخت افسوس ہے۔" اس نے رک رک کر کہا "مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اتنے نازک مزاج ہو۔" میں نے اس کا ہاتھ آہستہ سے تھپکا۔ نقاہت اب بھی مجھ پر غالب تھی۔ مگر شراب کا اثر زائل ہو رہا تھا۔ گرم کافی کا دوسرا کپ پی کر میری حالت معمول پر آگئی۔ "غلطی میری تھی۔" میں نے ایلمن سے کہا۔ "میں نے تمہیں پوری بات نہیں بتائی تھی۔ جب میری بیوی نے میرا ساتھ چھوڑا تھا تو دنیا کے تمام دل شکستہ مردوں کی طرح میں نے بھی اپنے غم کو شراب میں ڈبونے کی کوشش کی تھی۔ اس حد تک کہ میری زندگی شراب میں ڈوب گئی تھی۔ شاید میں زندہ نہ بچتا۔ مگر دنیا میں کچھ لوگ ایسے تھے جو مجھے صرف میری وجہ سے چاہتے تھے اور انہوں نے مجھے مرنے نہیں دیا۔ میں تین مہینے ایک ایسے کلینک میں رہا جہاں شراب ہی نہیں ہر قسم کے نشے کی لت کے عادی داخل ہوتے تھے اور جو کام وہ خود اعتمادی کی کمی کے باعث نہیں کر سکتے تھے، وہ ڈاکٹر کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے تین مہینے تک شراب چکھنے کو بھی نہ دی اور نہ جانے کیا کیا دوائیں گولیوں اور انجکشنوں کی شکل میں میرے جسم میں داخل کر دیں اور مجھے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اب صحت یاب ہو چکے ہو۔ میں نے باہر نکلتے ہی پی اور میری وہی حالت ہوئی جو ابھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد میں نے دو بار کوشش کی لیکن میرا جسم شراب کو قبول ہی نہیں کرتا تھا۔ ان دواؤں کے باعث میں شراب سے الرجک ہو گیا ہوں۔"

جارج میرے بستر کے دوسری طرف بیٹھا تھا۔ "زندگی کی نعمت کو اس نے اپنے اوپر خود حرام کیا ہے۔ کسی کا کیا قصور" وہ بولا۔

"تمہیں زیادہ چوٹ تو نہیں آئی۔" میں نے کہا۔ "چوٹ تو ضرور آئی ہوگی۔ پہلی بار جب جارج کے ہاتھ پڑا تھا تو یہ دو دن تک منہ سوجائے پھرتا رہا تھا۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔"

ہم نے واپسی کے سفر کے لیے انجن اسٹارٹ کیا اور اس مختصر سے رن وے پر جہاز کا رخ بدلا۔ جہاز آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور رفتار میں اضافہ ہونے لگا۔ ایک خاص رفتار کی حد کو پہنچنے کے بعد مجھے جہاز کو فضا میں بلند کرنا تھا مگر اس وقت میں پل بھر کے لیے میری نگاہ ڈیش بورڈ پر سے ہٹی تو میں نے جارج کو دیکھا جو میرے راستے میں کھڑا ہوا ہاتھ ہلا کر مجھے رکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ میں نے پوری قوت سے بریک لگا کر جہاز کی رفتار کم کی اور اس کے قریب جا رکا۔ میرے نیچے اترنے سے پہلے وہ اوپر آ گیا۔ "یہ کیا حرکت ہے؟" میں نے کہا۔ "کہاں جا رہے تھے؟ اگر نظر نہ پڑتی تو تمہیں کچلتا ہوا نکل گیا ہوتا۔"

وہ خفت سے ہنسا اور اپنا ہینڈ بیگ پیچھے پھینک دیا۔ "مجھے اچانک خیال آ گیا کہ چند دن شہر کی ہنگامہ پرور زندگی کے بھی دیکھ لوں، بہت دن ہو گئے۔"

میں نے جہاز کا انجن پھر اسٹارٹ کیا اور دس منٹ بعد ہم تین ہزار فٹ کی بلندی پر تھے۔ "جارج۔" میں نے کہا "تمہاری اچانک روانگی کا سبب کچھ اور ہے۔ اسی طرح جیسے ایلمن کے یہاں آنے کا اصل سبب وہ خط پہنچانا نہیں تھا جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔ خط اگر ڈاک سے نہیں آ سکتا تھا تو کم از کم میں ضرور لا سکتا تھا۔"

"مارٹن۔" اس نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا "یہاں شکار کا موسم اور کتنے دن رہے گا؟"

"کم سے کم چھ ہفتے۔" میں نے جواب دیا "لیکن یہ میری بات کا جواب نہیں۔"

وہ کچھ دیر خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا۔ "اصولاً تمہیں دونوں باتوں سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ تمہیں خدمات کا معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے۔"

"یس سر، آئی ایم سوری۔" میں نے کہا۔ اس کے بعد ہم نے کوئی بات نہیں کی۔ فریڈرک برگ پہنچ کر میں ایئرپورٹ سے سیدھا ہوٹل گیا۔ میری غیر حاضری میں صرف ایک خط آیا تھا۔ اس کے علاوہ میرے نام ایک پیغام تھا۔ خط میرے وکیل نے لکھا تھا اور خط کے ہمراہ عدالت کے فیصلے کی ایک نقل لگائی تھی جس کی رو سے میں اور میری بیوی ازدواجی رشتے سے آزاد ہو گئے تھے اور میری بیوی نے اخراجات اور نقصانات کے دعوے واپس لے لیے تھے مگر وہ فلیٹ جو ہماری مشترکہ ملکیت تھا اور جہاں ہم نے شادی کے بعد کا ایک مختصر مگر خوبصورت دور گزارا تھا فروخت کر دیا گیا تھا اور اس کی آدھی رقم میرے حساب میں جمع کر دی گئی تھی۔ اس اطلاع نے مجھے تھوڑا سا اداس کیا۔ کیونکہ بے نام ہی سہی۔ اس کے ساتھ میرے نام کا ایک رشتہ تو تھا۔ مگر اب میں اور وہ اتنے ہی اجنبی تھے جتنے دنیا کے لاکھوں کروڑوں انسان جو مجھے نہیں جانتے تھے یا جن سے میں ناواقف تھا۔ یہ احساس بڑا عجیب تھا کہ مہربان راتوں کا وہ اندھیرا جس میں ہمارے پیار کی سرگوشیاں دفن تھیں اور پُرمسرت دنوں کا وہ اجالا جس میں ہماری رفاقت کے لمحوں کی داستان تھی اور ایک دوسرے کے وجود سے آشنائی کا وہ وقت اور دل کے آئینے میں اس کا نقش اور اس کا عہد وفا۔ یہ سب حرف غلط کی طرح مٹ گئے ہیں جیسے ان کا کبھی کہیں وجود نہ تھا اور یہ سب خواب تھا یا میرا خیال یوں نہ تھا۔ میں نے فقط چاہا تھا کہ یوں ہو جائے۔ مگر یوں ہوا نہیں تھا۔ ایک سرد آہ بھر کر میں نے اس خط کو یا ماضی کی آخری نشانی سمجھتے ہوئے

طاقِ نسیاں پر رکھ دیا اور اس پیغام پر نگاہ ڈالی جو کسی نامعلوم شخص نے دیا تھا۔ اس کا نام بیگل تھا۔ مگر میں کسی بھی بیگل کو نہیں جانتا تھا اور مسٹر بیگل نے مجھ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کرنے کے باوجود اپنا کوئی پتہ نہیں لکھا تھا۔ کاؤنٹر سے معلوم کرنے پر مجھے علم ہوا کہ مسٹر بیگل ہوٹل ہی میں مقیم ہیں مگر اس وقت اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔ خیر میں نے سوچا جسے مجھ سے ملنا ہوگا خود آ جائے گا۔

میری اور اس کی ملاقات رات کے کھانے کے بعد ڈائننگ ہال میں ہوئی جب میرے ذہن میں اس کا کوئی خیال نہ تھا اور میں جارج اور جیک کے ساتھ کافی پی رہا تھا اور جیک مجھے بتا رہا تھا کہ اس ڈنر کے بعد ایک ورائٹی شو شروع ہونے والا ہے جس میں صرف دو افراد شریک ہوں گے۔ ایک تمہارا یہ خادم حقیر فقیر پر تقصیر و بے نظیر دوسری جولیانا۔ ہو حسن و حسینۂ جہاں۔ وغیرہ وغیرہ۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولا مگر میں تاڑ چکا تھا کہ اس کی نگاہ کس پر ہے۔ ہم سے ذرا دور ایک میز پر دو مردوں کے ساتھ ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ "مجھے امید ہے کہ کل تک یہ سارے خطابات اس خاتون کو منتقل ہو چکے ہوں گے۔ بشرطیکہ اس کے شوہر نے تمہیں قتل نہ کیا۔" میں نے کہا۔ اسی وقت کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "مسٹر مارٹن۔ میرا نام بیگل ہے۔" میں نے اس کا تعارف جیک سے اور پھر جارج سے کرایا۔ مسٹر بیگل نے بڑی مسرت کا اظہار کیا اور ہمارے ساتھ بیٹھ گیا۔

"میرے لیے مسٹر جارج سے ملاقات بڑے اعزاز کی بات ہے" وہ بولا "میں یونیورسل انشورنس کمپنی کا ایک ڈائریکٹر ہوں لیکن آپ پریشان نہ ہوں۔ میرا ارادہ آپ میں سے کسی کا بیمہ کرنے کا نہیں ہے۔"

"اچھا؟" جیک نے مایوسی سے کہا "میں تو ایک لاکھ پونڈ کا بیمہ ابھی کرا لیتا کیونکہ ابھی ابھی ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ میری زندگی کی کوئی امید نہیں رہی۔ کیوں مارٹن؟" اس نے پہلے میری طرف اور پھر اس عورت کی طرف دیکھا جس کے ساتھ اب ایک مرد رہ گیا تھا۔ میں نے تائید میں سر ہلایا۔ "تمہارے حالات ہمیشہ ایسے ہی رہے اور رہیں گے۔" میں نے کہا۔ "مسٹر بیگل۔ آپ فرمائیے۔ مجھ سے کس سلسلے میں ملنا چاہتے تھے۔"

بیگل نے میرے سامنے نارتھ کے سال بھر پرانے شمارے کا ایک تراشہ رکھ دیا جس میں ایک جہاز کے حادثے کی خبر تھی جو لندن سے گرین لینڈ جا رہا تھا اور اس علاقے میں ہزاروں میل پھیلی ہوئی برف میں گم ہو گیا تھا۔ پھر اس نے ایک اخبار میرے سامنے رکھا جو صرف چار دن پرانا تھا اس میں آکسفورڈ یونیورسٹی کی کسی ٹیم کے سربراہ کا بیان تھا جو گرین لینڈ کے برفانی علاقے میں سیاحت کے لیے گئے تھے اور انہوں نے اس جہاز کا ڈھانچہ ایک جگہ پڑا ہوا پایا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ جہاز میں ملنے والے کاغذات سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ وہی گمشدہ جہاز ہے۔ مرنے والوں کے جسم ناقابلِ شناخت حالت میں تھے مگر ان کے پاس سے جو پاسپورٹ اور دوسرے شناختی کاغذات ملے تھے ان سے یہ معلوم ہوا تھا کہ ان میں ایک انگریز تھا جس کا نام گرانٹ تھا اور وہ جہاز کا مالک تھا۔ دوسرے شخص کا نام ہیریسن تھا اور اس کے پرس میں ایک سو ساٹھ ڈالر کی رقم کے علاوہ ایک کلب کی ممبر شپ کا کارڈ بھی نکلا تھا جس پر اس کا نام ہاربٹ لکھا تھا۔ کلب سے تصدیق پر معلوم ہوا کہ کارڈ جعلی ہے۔

مسٹر بیگل نے یہ بھی بتایا کہ جہاز آئرلینڈ جا رہا تھا چنانچہ اس کا گرین لینڈ میں گرنا بڑی عجیب بات تھی۔ لیکن اس سے زیادہ حیران کن بات یہ تھی کہ جہاز کا اصل پائلٹ کینیڈا کا رہنے والا ایک شخص جان کیلسو تھا۔ ہوائی اڈے پر حکام نے اپنے ریکارڈ سے تصدیق کر کے بتایا کہ جہاز کو جان کیلسو ہی لے کر گیا تھا چنانچہ اس پر ہیریسن نام کے کسی شخص کا ہونا ایک ناقابلِ فہم بات تھی۔ میں بیگل کی بات سن رہا تھا مگر میری نگاہ اس پر ٹکی تھی۔ نہ جانے کیوں مجھ پر اس کی شخصیت کا تاثر کچھ اچھا نہیں ہوا تھا۔ وہ انگریزی یوں بولتا تھا کہ میں اسے جرمن سمجھا لیکن وہ آسٹریا کا رہنے والا ثابت ہوا۔ اس کی بات مکمل ہو جانے کے بعد بھی میں شک و شبہ میں مبتلا رہا۔ مگر فوری طور پر میں نے اپنے شبہات کا اظہار نہیں کیا۔ "بات تو میں سمجھ گیا مسٹر بیگل" میں نے کہا "لیکن اس سارے معاملے سے آپ کا کیا تعلق ہے؟"

"میری کمپنی نے جہاز کا بھی بیمہ کیا تھا۔ جہاز کے مالک کی زندگی کا بھی اور پائلٹ کا بھی۔ مسٹر گرانٹ کی وارث اس کی ماں تھی جسے پچیس ہزار پونڈ ادا کیے جا چکے ہیں۔ پائلٹ کی بیوی کو بھی بیس ہزار پونڈ مل چکے ہیں۔ لیکن اب ایک نیا سوال پیدا ہو گیا ہے کہ اس جہاز میں پائلٹ تھا یا نہیں تھا۔ مرنے والا جان کیلسو تھا یا ہیریسن" وہ بولا۔

"کیا یہ ممکن نہیں کہ جہاز کی روانگی کے وقت پائلٹ کا نام جان کیلسو کی بجائے ہیریسن لکھوا دیا گیا ہو؟" میں نے کہا۔ "مقصد صرف جہاز لے کر نکلنا ہو۔"

"مائی ڈیئر" جارج نے کہا "یہ نکتہ تو کسی سراغرساں کی کھوپڑی میں آ سکتا تھا۔"

مسٹر بیگل بادلِ نخواستہ مسکرائے "یہ ہمارے ذہن میں بھی تھا کہ کہیں ہم نے مسز جان کو بیس ہزار پونڈ دے کر غلطی تو نہیں کی چنانچہ اب ہم مسز جان کو لے کر جائے حادثہ پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ اپنے شوہر کی لاش کو مسز جان ہی شناخت کر سکتی ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ان سے مل سکتے ہیں۔"

مسٹر بیگل کی بات میں وزن واضح سمجھتے تھے۔ ایک تو کسی جہاز میں گرنے کے بعد اس میں آگ نہ لگنا بعید از قیاس ہے۔ اگر اس میں تھوڑا سا تیل بھی ہوتا تو آگ ضرور لگتی۔ اور اگر نہیں لگی تھی تو ان دو افراد کی شناخت کوئی مسئلہ نہیں تھی۔ اس لیے کہ گرین لینڈ کے علاقے میں جہاں درجۂ حرارت نقطۂ انجماد سے نیچے رہتا ہے۔ لاشیں برس ہا برس تک اصل حالت میں برقرار رہتی ہیں۔ اگر لاشیں جلی نہیں تھیں تو ان کے مسخ ہونے کا کوئی سوال

نہ تھا۔ مگر میں نے یہ سب کچھ مسٹر ہیگل سے نہیں کہا کیونکہ ہیگل نے میرے جواب کا انتظار کیے بغیر مسز جان کیلسو کو بلا لیا تھا۔

یہ وہی عورت تھی جس کو دیکھنے کے لیے جیک کی نگاہ بار بار بھٹک رہی تھی اور میں نے جس کے بارے میں اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ اس کا شوہر جیک کو قتل کر دے گا۔ وہ مرد جو اس کے ساتھ تھا۔ نہ جانے کون تھا اور اب کہیں غائب ہو گیا تھا۔ مسز جان کے حسن میں دلکشی کا ایک منفرد انداز تھا۔ متانت اور وقار، سنجیدگی اور بے نیازی اس کے انداز و اطوار میں یوں عیاں تھی کہ اس کی ہر ادا میں غرور حسن محسوس ہوتا تھا۔ یہ غرور اس کے انداز خرام میں بھی تھا جسے دیکھ کر جھیل کی پرسکون سطح پر تیرنے والے راج ہنس کا خیال آتا تھا۔ اس کے اندازِ گفتگو میں بھی تھا اور یوں لگتا تھا کہ اس کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ ٹکسال میں ڈھل کر نکلنے والے سکے کی طرح ہے اور اس کے لباس میں بھی تھا جو اس کے بدن کا محافظ بھی تھا اور مخبر بھی۔ اور گھر کے بھیدی کی طرح وہ اس کے پیکرِ رعنائی کے ہر رازِ سربستہ کی غمازی کرتا تھا اور اس کے بدن میں بھی تھا کہ اسے دیکھ کر کسی آتش فشاں کا خیال آتا تھا جس کی سطح پر سبز و گل نظر آتے ہوں جسے دیکھ کر سکون اور خاموشی کا احساس ہوتا ہو مگر اس کی گہرائی میں لاوا ابل رہا ہو۔ مسز جان وہ عورت تھی جس کے حسن کی معصومیت کو دیکھ کر گناہ گار نظر کو حجاب آئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ ایسی عورت بھی لگتی تھی جن کا وجود حکومتوں کا تختہ الٹ دیتا ہے اور جو حاکموں پر حکومت کرتی ہیں اور جن کا سحر ایٹم بم سے زیادہ تباہ کن اور ہائیڈروجن بم سے زیادہ مہلک ہوتا ہے اور جو آہستہ آہستہ آدمی کے وجود میں پھیلتا جاتا ہے اور جس کے سامنے ساری جد و جہد بے مصرف ہو جاتی ہے جیک کی حالت دگرگوں تھی۔ وہ تو جیسے اس انتظار میں رہتا تھا کہ کہیں کوئی اچھی صورت نظر آئے تو وہ جان سے اس پر فریفتہ ہو اور جب تک ممکن ہو اس کے عشق میں مجنوں بنا رہے۔ اس نے اپنے مخصوص طریقے سے مسز جان کا استقبال کیا۔ بڑے محتاط مگر واضح طریقے پر اس کے حسن کی مداح سرائی کی اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ مسز جان کے حسن کی تجلی نے اس کے ہوش و حواس خبط کر دیے ہیں۔ مگر میں اس مکاری کو سمجھتا تھا چنانچہ میں نے اور جارج نے رسمی طور پر اظہارِ ہمدردی کیا کہ اس عمر میں اس کے ساتھ یہ المیہ پیش آیا اور پھر میں اصل موضوع پر آ گیا۔ مسٹر ہیگل نے مجھے وہ نقشہ دکھایا جس میں آکسفورڈ یونیورسٹی کی ٹیم کے راستے کی اور اس مقام کی نشاندہی کی گئی تھی جہاں مبینہ طور پر جہاز کا ڈھانچہ موجود تھا۔

"مسٹر ہیگل۔" میں نے کہا "میرا مقصد نہ توہین ہے اور نہ دل آزاری، لیکن بیس ہزار پونڈ لینے کے بعد اس واقعے کے گزر جانے کے ایک سال بعد مسز جان کو کیا ضرورت ہے کہ وہ لاش کو شناخت کر کے شوہر کی لاش تسلیم کرے۔" مسز جان کا رنگ فق ہو گیا۔ "مسٹر مارٹن!" وہ کچھ دیر بعد بولی۔ "آپ نے بڑی سنگدلی کا ثبوت دیا ہے۔ آپ کا مطلب ہے کہ اگر میرا شوہر زندہ ہوا تو میں اس ڈر سے کہ مجھے بیس ہزار پونڈ واپس نہ کرنے پڑیں۔ یہ کہہ دوں گی کہ وہ میرا شوہر ہے؟ یا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میرا شوہر زندہ ہے اور ہم دونوں نے اس حادثے کو بنیاد بنا کر بیس ہزار پونڈ ہتھیا لیے ہیں۔؟"

"بات ایک معذرت کی ہی مسز جان۔" میں نے کہا "انشورنس کی دنیا میں سب کچھ ہوتا ہے۔" جیکسن نے میز کے نیچے میرا پیر دبا دیا اور معذرت کر کے باہر نکل گیا۔

"مسٹر مارٹن۔ میرے دو بچے ہیں۔" وہ بولی "مجھے بیس ہزار پونڈ سے زیادہ ان کے لیے ایک عدد باپ کی ضرورت ہے۔ پیسا ان کے لیے باپ کا اور میرے لیے شوہر کا بدل نہیں ہو سکتا۔"

مجھے احساس ہوا کہ میں نے بہت زیادہ صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے ایک ایسی بات کہہ دی تھی جو قبل از وقت تھی اور سرِ عام کہنے کی نہ تھی۔ میری بات کا جارج کے علاوہ مسٹر ہیگل نے بھی برا مانا تھا۔ "آئی ایم سوری مسز جان" میں نے کہا۔ "کیا آپ کے پاس اپنے شوہر کی کوئی تصویر ہے؟"

مسز ہیگل نے ایک لفافے میں سے دو تصاویر نکالیں جن میں ایک دو سال پرانی تھی اور اس میں چہرہ بہت نمایاں تھا۔ دوسری تصویر حال ہی میں لی گئی تھی مگر اس میں وہ پائلٹ کی وردی میں تھا اور یوں لگتا تھا کہ درمیانی وقفے میں سب سے زیادہ تبدیلی اس کے چہرے میں آئی ہے۔

"یہ تو تھی ان کی اصل صورت۔" میں نے کہا۔ میری بات نے مسز جان کو حیران کیا، کیونکہ اس کا مطلب یہ بھی نکالا جا سکتا تھا کہ اس کی کوئی نقلی صورت بھی تھی چنانچہ میں نے فوراً وضاحت کی۔ میرا مطلب تھا جب وہ زندہ تھے۔ اب مسٹر ہیگل کہتے ہیں کہ لاش مسخ ہو گئی ہے اور شناخت کے قابل نہیں۔ مگر میرے خیال میں اس کا سبب حادثہ بھی نہیں اور یہ وجہ بھی نہیں کہ موت کو ایک سال ہو چکا ہے۔ وہاں جو چیز جیسی ہے ویسی ہی رہتی ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ لاش کی صورت بگاڑنے میں ان جانوروں کا ہاتھ ہو جو اس ویرانے میں بھٹکتے پھرتے ہیں کیونکہ انہیں کھانے کو کچھ نہیں ملتا۔" مجھے اندازہ تھا کہ یہ تصور کتنا روح فرسا اور لرزہ خیز ہے کہ کوئی عورت اپنے بچوں کے باپ اور اپنے شوہر کے بارے میں اس قسم کی بات فرض کرے۔ موت کے بعد بے جان جسم سے بھی عزت و حرمت کا ایک تقدس وابستہ رہتا ہے اور یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ مرنے والا ان سب چیزوں سے بے نیاز ہو چکا ہے اس کی آخری رسوم میں احترام اور محبت کا آخری نذرانہ آنسوؤں کی صورت میں اور اس کی جسدِ خاک کو پورے اہتمام کے ساتھ سپردِ خاک کر کے پیش کیا جاتا ہے مگر نظروں سے دور مر جانے والے کے بارے میں یہ معلوم ہونے کے خونی درندوں نے اس کا حلیہ بگاڑ دیا۔ یہ سارے جذبات مجروح ہونے ہیں۔ مجھے یوں لگا جیسے مسز جان بے ہوش ہو جائے گی مگر مسٹر ہیگل نے اسے سنبھال لیا۔ "مسٹر مارٹن کا مقصد آپ کو ذہنی طور پر ہر غیر متوقع بات کے لیے تیار کرنا ہے مسز جان۔" مسٹر ہیگل نے کہا اور مسز جان نے آہستہ سے سر

ملایا۔ میں نے اپنے سامنے وہ نقشہ پھیلایا جو مسٹر ہیگل نے مجھے دکھایا تھا "اگر یہ نقشہ درست ہے مسٹر ہیگل تو میں شاید آپ کی مدد نہ کر سکوں کیونکہ جہاں جہاز کا ڈھانچہ پڑا ہے وہاں برف بھی ہوتی ہے اور پانی بھی لیکن برف کی تہہ مضبوط نہیں ہوتی اور پانی زیادہ نہیں ہوتا۔ میرے پاس جو جہاز ہے وہ یا تو سخت زمین پر اتر سکتا ہے یا پانی میں"۔

مسٹر ہیگل کا چہرہ اتر گیا "کیا آپ اس کے آس پاس بھی کہیں نہیں اتر سکتے۔ ممکن ہے اسکے قرب و جوار میں کوئی ایسی جگہ نکل آئے۔ اگر کل آپ اس کا جائزہ لے سکیں"۔

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "کل مجھے تین مختلف مقامات پر سامان پہنچانا ہے"۔

"میں آپ کو دگنی رقم ادا کر دوں گا۔ آپ کل کی پروازوں کو منسوخ کر دیجئے"۔ ہیگل نے کہا۔

"مسٹر ہیگل۔ آپ ایک دن تو مجھے دگنی رقم دے دیں گے مگر اس سے اگلے دن کیا ہوگا کیونکہ آپ تو چلے جائیں گے مگر مجھے انہی لوگوں کے ساتھ کاروبار کرنا ہے۔ اگر میں نے عین وقت پر ان کا سامان لے جانے سے انکار کر دیا تو کیا آئندہ وہ مجھ پر بھروسہ کریں گے"۔ میں نے کہا۔ چند منٹ ایک ناگوار خاموشی میں گزر گئے جس میں یوں لگتا تھا کہ بات ختم ہو گئی۔

پھر مسٹر ہیگل نے کہا "کیا زمین کے راستے سے وہاں پہنچنے کا کوئی طریقہ نہیں"۔

"ہے۔ سو میل کا پہاڑی راستہ تو آپ جیپ پر طے کر سکتے ہیں۔ اس میں آٹھ یا شاید دس گھنٹے لگ جائیں گے۔ وہاں سے میں آپ کو سینڈ ڈیپ تک لے جا سکتا ہوں۔ لیکن اس کے بعد سو میل کا وہ راستہ ہے جسے صرف پیدل طے کیا جا سکتا ہے"۔ میں نے کہا۔

میرے جواب نے مسٹر ہیگل کو اور بھی مایوس کیا۔ "مسٹر مارٹن آپ ایک عرصے سے یہاں ہیں اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل تو ہوگا"۔

انہوں نے کہا۔ حل تو مجھے معلوم تھا مگر میں نے عمداً کوئی بات پہلے نہیں کی تھی کیونکہ میرے شکوک و شبہات برقرار تھے مگر اب میں نے کہا۔ "اگر برف پر اترنے والا جہاز ہو تو کوئی مسئلہ ہی نہیں"۔ میں ذرا دیر کے لیے رکا۔ "لیکن اسے بھی برف کے خاصے بڑے اور سخت ٹکڑے کی ضرورت پڑے گی۔ برف کمزور ہوئی تو اس کا حشر بھی اسی جہاز جیسا ہوگا جو وہاں سال بھر سے پڑا ہے"۔

"آپ کے علم میں ایسا کوئی پائلٹ ہے؟" مسٹر ہیگل نے پرامید لہجے میں کہا

"ہے تو سہی"۔ میں نے سوچتے ہوئے کہا "لیکن وہ اس وقت نہیں مل سکتا۔ شاید کل مل جائے گا"۔ میں ان سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ جیک اس وقت ایک پارٹی میں مصروف ہے۔ مسٹر ہیگل اور مسز جان نے کہا کہ وہ اگلے دن مجھ سے رابطہ قائم کریں گے اور رخصت ہو گئے۔ ان کے جاتے ہی جارج مجھ پر برس پڑا "تم سخت بدتہذیب اور پتھر دل انسان ہو۔ تمہیں اتنا سلیقہ نہیں کہ مہذب خواتین سے کیسے بات کی جاتی ہے"۔

"مہذب خواتین؟" میں نے تمسخر آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں"۔ وہ بولا۔ "شرافت عورت کی ذات کا وہ جوہر ہے اب جو عنقا ہوتا جا رہا ہے۔ وہ عورت اب دیکھنے کو نہیں ملتی جس کی صورت پر شرافت کا ٹیکا صبح کے تارے کی طرح روشن نظر آتا ہے۔ تم نے کبھی صبح کا تارہ دیکھا ہے؟ اس کے وجود سے ایک ایسے وقت کا تصور وابستہ ہے جب فضا میں عجیب سی کیفیت ہوتی ہے، مکمل سکوت اور پاکیزگی اور طہارت۔ لطیف ہوا کی خوشبو اور نوید صبح کی پرمسرت کیفیت"۔ وہ بہت زیادہ پی چکا تھا اور اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ "اب تو مجھے جو عورت دکھائی دیتی ہے۔ اس کے ماتھے پر بدنامی کا داغ نظر آتا ہے مگر یہ شریف عورت ہے۔ للی کی طرح۔ تم للی کو جانتے ہو؟ نہیں جانتے ہوگے۔ وہ اس وقت فلموں میں کام کرتی تھی۔ جب تم بوتل سے دودھ پیتے تھے"۔ اپنی بات پر وہ خود ہی قہقہہ مار کر ہنسا۔

"خیر۔ للی شریف عورت تھی۔ وہ خاموش فلموں کا دور تھا اور اس کے عروج کا زمانہ تھا۔ پہلی جنگ عظیم سے پہلے"۔ اس نے ایک اور جام بھرا۔

"میں نے سنا ہے کہ اس کی موت بڑی پراسرار تھی"۔ میں نے کہا "شاید کسی نے اسے زہر دے دیا تھا یا وہ منشیات"۔

"یہ غلط مشہور ہے۔ بکواس ہے۔ اس کی ذات پر بہتان ہے"۔ جارج نے مشتعل ہو کر کہا۔ "یہ سب اس کے حاسدوں کی اور بدخواہوں کی حرکت ہے۔ وہ ایک شریف عورت تھی۔ سو فیصد شریف۔ میں آج جو کچھ بھی ہوں اسی کی وجہ سے ہوں۔ اس نے مجھے تعلیم دلائی۔ اور اور اس نے میری تربیت کی۔ حالانکہ میری عمر اس وقت سولہ سال تھی۔"

"بہت سی عورتیں لونڈے پالتی ہیں"۔ میرے منہ سے نکل گیا۔

مجھے فوراً احساس ہو گیا کہ میری بات غلط تھی اور مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا مگر مجھے معذرت کرنے کی مہلت ہی نہ ملی۔ جارج وحشیوں کی طرح اٹھا اور اس نے میری گردن دبوچ لی۔ "کتے۔ وہ میری ماں کی طرح تھی"۔ وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ میں نے بڑی مشکل سے خود کو اس کی گرفت سے چھڑایا۔ اردگرد کی میزوں سے جو لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے تھے وہ پھر اپنی باتوں میں لگ گئے۔ میں نے اب اپنے الفاظ پر افسوس کا اظہار کیا۔

"تم میرے دوست ہو"۔ جارج نے کہا۔ "اس سے پہلے ایک اور شخص نے للی کے بارے میں بغیر سوچے سمجھے بات کی تھی اور میں نے اس کے دانت توڑ دیئے تھے۔ لوگ مداخلت نہ کرتے تو اسے جان سے مار ڈالتا۔ للی شریف عورت تھی۔ مسز جان کی طرح"۔

"مسز جان کے بارے میں میری رائے بہرحال مختلف ہے"۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

آدھی رات کو مجھے اپنے دروازے پر مسز جان کیلسو کو دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ "مسز جان۔ آپ اس وقت؟" میں نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور وہ بلا جھجک اندر آ گئی۔ "میں اسی وقت اس پائلٹ سے ملنا چاہتی ہوں جس کا آپ نے ذکر کیا تھا۔" وہ بڑی نزاکت سے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی اور بڑی بے نیازی سے میرے جواب کا انتظار کرنے لگی۔ یہ درخواست سے زیادہ حکم دینے کا انداز تھا۔ جیک کی پارٹی جس میں وہ اور جولیا شریک تھے۔ اس کے صبح تک جاری رہنے کا امکان تھا۔ چنانچہ میں نے کہا "مسز جان میں نے غالباً بتا دیا تھا کہ وہ آج مصروف ہے"

"ہو سکتا ہے وہ صاحب اب تک فارغ ہو چکے ہوں مجھے ان کی مصروفیت کی نوعیت کا تو علم نہیں۔" وہ رکتے رکتے بولی "کیا وہ کہیں اسی ہوٹل میں مقیم ہیں۔ اگر... آپ معلوم کر سکیں....."

میں عجیب مخمصے میں پھنس گیا تھا۔ میں نے کہا "آپ ایک منٹ ٹھہریئے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔" پھر میں کوریڈور میں نکل آیا جس کے آخر میں جولیا کا کمرہ تھا۔ اس سے پہلے میں نے کبھی اس کے دروازے پر دستک نہ دی تھی چنانچہ وہ مجھے دیکھ کر حیران ہوئی "یس مسٹر مارٹن۔" وہ مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھتے ہوئے بولی۔ فوری طور پر مجھے کوئی معقول عذر نہ سوجھا۔ میں نے کہا "کچھ نہیں میرا خیال تھا جیک یہاں ہوگا۔" اس کا چہرہ گلابی پڑ گیا اور میں خفت زدہ الٹے قدم لوٹ آیا مجھے احساس تھا کہ مجھے یہ بات یوں نہیں کہنی چاہیئے تھی۔ بے شک جولیا جیک سے ملتی تھی اور اس نے یہ بات مجھ سے چھپانے کی کوشش بھی کبھی نہیں کی تھی۔ ایک طرح سے وہ مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے مجھے اپنا رازداں بھی سمجھتی تھی لیکن آدھی رات کو اسے جگا کر اس سے جیک کے بارے میں پوچھنا غلط تھا۔ تاہم اس سے تصدیق ہو گئی کہ جیک واپس جا چکا ہے اور میں مسز جان کیلسو کے ہمراہ اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ رات بہت سرد اور ویران تھی۔ تخ بستہ ہوا ہڈیوں میں اترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور برف کے اڑتے ہوئے گالے چہرے سے ٹکراتے تھے تو ان کی چبھن شیشے کے ذرات کی طرح لگتی تھی۔ جولیا کی طرح وہ بھی مجھے دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔

"کیا بات ہے؟" اس نے کہا "تمہیں نیند نہیں آتی تو دوسروں کی نیند حرام کرنے نکلے ہو۔"

"حماقت کی باتیں مت کرو۔" میں نے کہا "میں تمہارا معزز مہمان ہوں اور میرے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔" مسز جان ابھی تک چند قدم دور تاریکی میں تھی۔ اب وہ آگے بڑھ آئی اور جیک نے حسب عادت ظاہر کیا کہ اس پر بجلی گر پڑی ہے۔ "مسز جان کیلسو۔" اس نے یوں کہا کہ مجھے ہنسی آ گئی۔ "آپ دونوں اتنے بے تکلف ہیں۔" مسز جان کیلسو نے کہا۔ "تو مجھے بھی صرف سارہ کہا کریں۔ تکلف مجھے بھی پسند نہیں۔"

"مجھے اپنے نصیب پر رشک آتا ہے سارہ۔" جیک نے کہا۔ "بتایئے میں آپ کے لیے کیا کروں۔ آسمان [illegible] یا سارے رقیبوں کو مارٹن سمیت قتل کر دوں۔"

سارہ ہنس پڑی۔ "مسٹر مارٹن آپ نے بڑی زحمت کی تھینک یو۔" دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ تھا کہ اب آپ جا سکتے ہیں۔ "مسٹر ہیگل کو کچھ نہ بتایئے گا پلیز۔"

"اور آپ؟" میں نے خفت کے باوجود پوچھا۔ "کیا اب آپ واپس نہیں جائیں گی؟"

سارہ کی بجائے جیک نے کہا۔ "ویسے تو یہ بھی ان ہی کا گھر ہے مگر یہ جانا چاہیں گی تو ان کی رفاقت میں ہی کر سکتا ہوں۔ پلیز گیٹ آؤٹ۔" انتہائی بے تکلفی کے باوجود مجھے اس وقت جیک کا یہ مذاق بہت گراں گزرا۔ واپسی پر تنہا آتے ہوئے میں نے اپنے آپ کو احمق تصور کیا جو اپنی نیند حرام کر کے اس سرد برفانی رات میں اس "شریف" عورت کے ساتھ چل پڑا تھا۔

صبح میں نے جیک کو دیکھا جو اپنے جہاز کی طرف منہ کیے کھڑا تھا اور اپنے خیالات میں اتنا محو تھا کہ اسے میرے قریب آنے کی خبر تک نہ ہوئی۔ میں نے اس کی کمر پر ایک دھپ رسید کیا۔ "رات تو دو پارٹیاں ہو گئیں۔" میں نے کہا۔

وہ ہنسا۔ "اللہ شکر خورے کو شکر دیتا ہے۔" مجھے یوں لگا جیسے وہ ابھی کہیں سے آیا ہے۔

"شکر خورے کے بچے۔" میں نے کہا۔ "یہ شکر نہیں کسی چکر کی بات ہے۔ وہ کیوں گئی تھی تمہارے پاس۔"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔" وہ بولا۔ "وہ مجھ پر مرتی ہے۔ میں اس پہ مرتا ہوں۔"

میرے انتہائی اصرار کے باوجود وہ یہی کہتا رہا کہ تمہارے ساتھ آ کے میرے جہاز پر گرین لینڈ جانے کی بات کرنا تو محض بہانہ تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتی تھی۔ مسٹر ہیگل کو بتائے بغیر۔"

"مسٹر ہیگل اس کا باپ تو نہیں ہے جو وہ اس سے ڈرے مگر خیر مجھے کسی کے معاملات سے بھلا کیا تعلق۔ البتہ مجھے اس روز بہت افسوس ہوگا جب کسی عورت کے چکر میں تم مارے جاؤ گے اور مجھے تمہارے جنازے میں شرکت کرنی پڑے گی۔" میں نے کہا۔

آج تو میں صرف یہ دیکھنے جا رہا ہوں کہ وہاں اترنے کی کوئی جگہ ہے یا نہیں۔ مسٹر ہیگل مجھے دگنی سے بھی زیادہ رقم دینے کو تیار ہیں۔ تم یہ کرو کہ آج میرا تھوڑا سا سامان اپنے ساتھ لے جاؤ جو مجھے لے جانا تھا تمہیں صرف پچاس میل کا پھیر پڑے گا۔"

میں نے اقرار میں سر ہلایا اور وہ جہاز میں بیٹھ گیا۔ اس کے پرواز کر جانے کے بعد مجھے وہی خیال آیا جو ہمیشہ آتا تھا کہ وہ رقابت میں نہ مارا

گیا تو کسی [illegible] کے باعث مارنے کا شکار ہو کر مارا جائے گا۔
کسی روز سطح پر آسمان رستے کر تین مختلف مقامات پر جانا پڑا۔ آخری پرواز اس روز خیر [illegible] سے ٹیپے ہوئے پتے پر سامان بچا کر میں واپس لوٹا تو شام ہو چکی تھی مگر مجھے فریڈرک برگز کے ساحل پر وہ بحری جہاز نظر آگیا جو جارج کو گرین لینڈ لایا تھا اور جس پر ہم الین کو چھوڑ آئے تھے۔ میں نے اپنا جہاز پانی میں اس کے بالکل قریب اتارا تو مجھے عرشے پر کھڑی ہوئی الین نظر آئی۔ ساحل پر جیک موجود تھا اور بظاہر ہاتھ ہلا کر میرا استقبال کر رہا تھا مگر اس کی نگاہ الین پر تھی۔ "یہ بھی کیا چیز بنائی ہے خدا نے" وہ بولا۔ "اس وقت کرہ ارض پر اتنی حسین مخلوق اور کہاں ہوگی؟"
"یہ تو تم سبھی کے بارے میں کہتے ہو۔ یہ بتاؤ تمہارے مشن کا کیا نتیجہ نکلا" میں نے کہا۔
"کچھ نہیں" جیک بولا۔ "وہاں اترنے کی کوئی جگہ نہیں۔ وہاں نہ میں اتر سکتا ہوں اور نہ تم۔"
اسی رات میں الین سے ملنے گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ جہاز معمولی سی مرمت کے لیے ڈاکیارڈ جائے گا اور الین اس دوران ہوٹل میں قیام کرے گی۔ جارج کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔ "مس الین" میں نے کہا "کیا آپ کے یہاں آنے کی وہی وجہ ہے جو جیک نے مجھے بتائی ہے۔"
"اگر آپ کا خیال ہے کہ اس نے جھوٹ بولا تھا تو یہ بات آپ اسی سے پوچھ سکتے ہیں۔" وہ سکون سے بولی۔

⊛

"مسٹر مارٹن" پولیس کے ایک سارجنٹ نے مجھ سے ہاتھ ملا کر کہا۔ "میرا نام سائمن ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سال بھر پہلے لاپتہ ہو جانے والے ایک جہاز کے سلسلے میں مسٹر ہیگل نے آپ سے رابطہ قائم کیا ہے" اس کے بعد اس نے جارج سے بھی رسماً ہاتھ ملا لیا۔
"ہاں۔" میں نے کہا "لیکن وہاں اترنے کے لیے کوئی جگہ نہیں۔"
سائمن نے اپنی جیب سے ایک لفافہ نکالا اور لفافے میں سے چند کاغذات برآمد کیے۔ "مسٹر مارٹن یہ اس علاقے کا تفصیلی نقشہ ہے اور اس کے ساتھ موسمیات والوں کی ایک رپورٹ ہے۔ جس کے مطابق جائے حادثہ کے قریب ایک جھیل ہے جس کا نام شمول ہے۔ جھیل میں اتنا پانی ہے کہ آپ جہاز اتار سکتے ہیں۔ مجھے حکومت نے نامزد کیا ہے کہ میں طیارے کی جستجو میں آپ کے ساتھ رہوں اور اگر آپ کو کوئی دشواری ہو تو مدد کروں۔"
میں نے نقشے کو غور سے دیکھا۔ پھر رپورٹ پڑھی بظاہر کوئی بات غلط نہیں تھی چنانچہ میں نے مطمئن ہو کر سر ہلایا۔ "مسٹر سائمن، طیارہ اس جھیل سے دس میل دور ہے۔ یہ فاصلہ کیسے طے ہوگا؟ مرد تو خیر چل لیں گے مگر ہمارے ساتھ ایک عورت بھی ہوگی" جارج نے کہا۔
سارجنٹ سائمن نے نقشے وغیرہ سمیٹ کر لفافے میں ڈالے۔
"اسے ہم اسکیموز کی برف گاڑی سلیج میں کھینچ سکتے ہیں۔ رات کے وقت آپ کہاں ملیں گے؟"
میں نے اس کو بتایا کہ میرا ارادہ رات کو فریڈرک ریسٹورنٹ میں کھانے کا ہے۔ سائمن سوچ میں پڑ گیا۔ "آج پرتگال کا ایک جہاز پہنچا ہے جس میں ڈی گاما بھی آیا ہے۔ وہ وہاں ضرور ہوگا۔ یہ دیکھو کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آجائے ویسے آپ کی مرضی" سائمن نے کہا اور رخصت ہو گیا۔
"یہ ڈی گاما کیا چیز ہے" جارج نے بعد میں مجھ سے پوچھا۔
"دیکھنے میں تو گوریلا لگتا ہے مگر ہے آدمی۔ عادت و اطوار میں بھی وحشی درندے سے کم نہیں اور لوگ اس کے نام سے بھی ڈرتے ہیں۔ میرا خیال ہے اس کی دہشت ضرورت سے زیادہ بیٹھ گئی ہے۔"
"اچھا" جارج نے کہا اور اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں وہاں ضرور جانا چاہیے۔" میرے کان کھڑے ہو گئے جارج کا لہجہ جارحانہ عزائم کا آئینہ دار تھا۔
"جانا ضرور چاہیے۔ مگر ایک تو الین کو ساتھ نہیں لے جانا چاہیے دوسرے یہ کہ لڑنے کی نہیں کھانا کھانے کی نیت سے جانا چاہیے۔" میں نے کہا۔ "آپس میں مجھے مار دھاڑ والی بات نہیں ہونی چاہیے۔"
"مارٹن۔ رینڈر کا شکار کہاں مل سکتا ہے" جارج نے اچانک پوچھا۔
"اس کے لیے سب سے اچھی جگہ سینڈویگ ہے۔ اگر تم وہاں جاؤ تو وہاں تمہیں جولیکا دار ملے گا۔ پچھتر برس کا بوڑھا جس کی صحت دیکھ کر تم حیران رہ جاؤ گے۔ اس کے پاس آٹھ سو بھیڑیں ہیں اور ان کی دیکھ بھال وہ اکیلا کرتا ہے۔ پرانے وقت کے لوگوں کی طرح وہ بھی بڑا مہمان نواز ہے تم وہاں جتنے دن چاہو قیام کر سکتے ہو۔"
"میرے ساتھ الین بھی ہوگی۔" وہ بولا۔ مگر میں نے کہا کہ وہ پورے لشکر کی تواضع کر سکتا ہے۔
اسی وقت سارہ اپنی دو مردوں کے ساتھ داخل ہوئی جن کے ساتھ وہ پہلے دن نظر آئی تھی۔ ایک تو مسٹر ہیگل تھے دوسرے کا تعارف مسٹر ہیگل نے رالف کے نام سے کرایا اور کہا کہ یہ انشورنس میں ہوائی حادثات کے شعبے کے سربراہ ہیں اور پہلے ایئر فورس میں تھے۔
"سارجنٹ سائمن نے آپ کو ساری بات بتا دی ہوگی" رالف نے کہا "کیا یہ ممکن ہے کہ ہم صبح سات بجے روانہ ہو جائیں۔" اس پر میں نے کہا کہ موسمی حالات میں کوئی غیر متوقع تبدیلی نہ آئی تو صبح سات بجے پرواز کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

⊛

فریڈرک ریسٹورنٹ جا کے مجھے مایوسی ہوئی۔ اس کی شہرت کا سبب غالباً یہ بات تھی کہ وہاں ہر چیز سستی تھی مگر معیار کے اعتبار سے بہت معمولی تھی۔ چنانچہ آنے والوں کی اکثریت اس طبقے سے تعلق

رکھتی تھی جو محنت کش کہلاتا ہے۔ مزدور، مکینک، ٹیکسی ڈرائیور اور قلی وغیرہ۔ دن بھر کے تھکے ہارے وہ یہاں آکر خوب کھاتے پیتے اور خوب پی کر خوب شور مچاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ فاحشہ قسم کی عورتوں کے سوا جو اپنے چلنے، ناز و ادا اور عادات و اطوار سے پہچانی جاتی ہیں وہاں بقول جارج صرف ایک شریف عورت تھی اور وہ تھی سارہ۔

ایلین ہمارے سمجھانے سے باز آگئی تھی۔ مگر سارہ نے یہ کہہ کر ہماری بات ٹال دی تھی کہ ہمارے ہوتے ہوئے اسے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے اور اس بات سے انکار کرنا میرے لیے نہ سہی جارج کے لیے مردانگی کی توہین کے مترادف تھا کہ تف ہے اس مرد پر جو ایک عورت کی حفاظت بھی نہ کر سکے۔

ہم کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ دروازہ دھماکے سے کھلا اور ڈی گاما اندر آگیا۔ شاید شرافت سے اندر آنا اس کے لیے بھی آدابِ مردانگی کے خلاف تھا چنانچہ اس نے دروازے پر لات ماری تھی اور یوں اندر آیا تھا کہ سب کو اس کے آنے کی خبر ہو گئی تھی۔ کچھ دیر کے لیے باتوں کا شور ختم ہو گیا اور صرف ریڈیو گرام کی موسیقی کی آواز رہ گئی۔ لوگوں کی نگاہ ڈی گاما اور اس کے ساتھ آنے والوں پر جم گئی تھی۔ ڈی گاما نے ایک نگاہ میں سب ہجوم کا جائزہ لے لیا۔ پھر ایک ساتھی سے کوئی بات کی اور ہنسا۔ اس سے کشیدگی کی فضا ختم ہو گئی۔ لوگ پھر سے اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے اور ڈی گاما کاؤنٹر کے سامنے ایک سٹول پر جا بیٹھا۔ اس کے چاروں ہمراہی اس کے دونوں جانب کھڑے ہو گئے۔

"یہ تو واقعی گوریلا ہے۔" جارج نے کہا "یہ قد و قامت کسی انسان کا تو دیکھا نہیں میں نے۔"

"آہستہ بولو۔" میں نے کہا "اس نے سن لیا تو بے سبب ہنگامہ ہو گا۔"

حسبِ عادت جارج زیادہ پی چکا تھا۔ "میں کسی تیس مار خاں سے نہیں ڈرتا۔" وہ سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"جارج۔" میں نے کہا "ڈی گاما اتنا بے وقوف نہیں ہے جتنا صورت سے نظر آتا ہے۔ وہ ہمیشہ دوسروں کو جھگڑا کرنے پر اکساتا ہے اور خود کبھی پہل نہیں کرتا۔ وہ بارہا لوگوں کے ہاتھ پیر توڑ چکا ہے۔ ایک۔۔۔ ایک شخص ہلاک بھی ہو چکا ہے مگر ڈی گاما اس لیے بچا رہا کہ اس کا الزام ہمیشہ دوسروں کو دیا جنہوں نے اسے مشتعل کر دیا تھا۔" میرا انداز سمجھانے کا تھا تاکہ میرے اندیشے درست ثابت نہ ہوں۔ ممکن تھا اس کے بعد جارج کچھ نہ کرتا اور ہم بخیر و عافیت وہاں سے نکل آتے مگر جارج نے اچانک سارہ کا ہاتھ پکڑا اور رقص کے حصے میں چلا گیا جہاں بہت سے لوگ رقص میں مصروف تھے۔ اس کے جاتے ہی میری نگاہ دروازے پر گئی۔ جہاں ایلین کھڑی تھی۔ اس نے وہی لباس پہن رکھا تھا جو میں نے ایک بار اسے جہاز پر پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ جب وہ اندر آئی تو دیکھنے والوں کی نگاہ اس پر جم گئی۔ کچھ اس وجہ سے کہ وہ اس مشہور ہیروئن کو پہچانتے تھے۔

فرانس میں لوگ معمولی سے معمولی واقعے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ انگلستان میں بڑے سے بڑا واقعہ معمولی واقعے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی فرانسیسی کسی دعوت میں ایک گھنٹے کی تاخیر سے پہنچتا ہے تو اس کی ٹھوس وجہ بیان کرتے ہوئے معذرت کرتا ہے اور کافی دیر تک اپنی خراب یادداشت پر اظہارِ افسوس کرتا رہتا ہے۔ جب کوئی انگریز کسی دعوت میں چند منٹ کی تاخیر سے پہنچتا ہے تو وہ اس کی وجہ معمولی سی گڑبڑ بتاتا ہے خواہ اس کے گھر کی چھت ہی کیوں نہ گر گئی ہو۔

امریکی راہ گیر جب کسی کروڑ پتی کو لمبی چوڑی موٹر کار میں جاتا دیکھتا ہے تو ویسی ہی کار خود بھی خریدنے کا خواب دیکھتا ہے۔ فرانسیسی راہ گیر جب اپنے ہاں کے کسی کروڑ پتی کو لمبی چوڑی کار میں سفر کرتے دیکھتا ہے تو اس کے دل میں کروڑ پتی کو اس کار سے گھسیٹ کر اتارنے اور دوسرے راہ گیروں کی طرح پیدل چلنے پر مجبور کرنے کی خواہش مچلنے لگتی ہے۔

—— پیری دانیو

وہاں اس کا یہاں موجود ہونا بڑا سنسنی خیز واقعہ تھا۔ مگر اس سے زیادہ سنسنی خیز وہ لباس تھا جو اس کے جسم کی ستر پوشی کا مقصد ذرا بھی پورا نہیں کرتا تھا۔ اور اس بے نام لباس میں دیکھنے والوں کو سب کچھ نظر آجاتا تھا۔ تصور کچھ نہیں کرنا پڑتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سونے چاندی کے تاروں سے بنا ہوا یہ جھلملاتا کپڑے جیسا جال خاص طور پر اسی کے لیے بنایا گیا ہو گا مگر ڈیڈ ویک ریستوران جیسی جگہ کے لیے نہیں۔ رنگ و نور کا ایک مجسمہ اس کے روپ میں جلوہ گر تھا اور روشنی کی ہفت رنگ کرنیں اس کے لباس سے بھی منعکس ہو رہی تھیں اور لباس کی جالی سے جھلکنے والے بدن سے بھی پھوٹ رہی تھیں۔ وہ سیدھی ہماری طرف آئی اور ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔" میں نے کہا "اور وہ بھی اس لباس میں۔"

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔" وہ مسکرائی "سارہ بھی تو عورت ہے۔ اگر تم اس کی حفاظت کر سکتے ہو۔"

اس کی بات ختم ہونے سے پہلے بیگل اٹھ کھڑا ہوا۔ "مس ایلین کیا آپ کے ساتھ رقص کا اعزاز مجھے حاصل ہو سکتا ہے۔" وہ بولا۔ پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور یہیں سے ساری گڑبڑ شروع ہوئی۔ یوں لگتا تھا جیسے سارہ کے جارج کے ساتھ بیٹھنے سے وہ حسد میں مبتلا ہو گیا تھا اور یہ درخواست جوابی کارروائی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ڈی گاما کی نظر ایلین پر جمی ہوئی ہے۔ پانچ منٹ بعد جارج اور بیگل نے اپنی اپنی ہم رقص کا تبادلہ کر لیا اور میں نے ڈی گاما کو لپٹ کر ایک چیلے سے کچھ کہتے دیکھا۔ اس کا چیلا آگے بڑھا اور جارج کے کندھے پر تھپکی دے کر اشارہ کیا کہ وہ ایلین کو رقص کے لیے اس کے حوالے کر دے۔ جارج نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ وہ واپس چلا گیا اور ایلین نے

کے پاس پہنچ گئی جو اس وقت ایئر فورس کی ٹائی باندھے ہوئے تھا۔ شاید ڈی گاما نے جارج کی اس حرکت کو اپنی توہین سمجھی اور آگے بڑھا۔ خلافِ امید رالف نے ڈی گاما کا ہاتھ بھی جھٹک دیا۔ شاید کوئی اور صورت نزاع کا سبب نہیں تھی مگر ایلن جیسی شہرت یافتہ فلمسٹار کا ساتھ چھوڑنے کو کوئی تیار نہ تھا اور اس کا ہم رقص بننے کے خواہشمند سب تھے۔ ڈی گاما نے اپنا بھاری بھرکم ہاتھ آگے بڑھا کے رالف کی قمیص پیچھے سے پکڑ لی اور ایک جھٹکا دیا پھر مجھے رالف کی پھرتی دیکھ کر حیرانی ہوئی۔ وہ یقیناً جوڈو جانتا تھا چنانچہ چند سیکنڈ کے اندر اندر ڈی گاما فرش پر پڑا نظر آیا اور یوں لگتا تھا کہ اس کا بازو یا تو ٹوٹ گیا ہے یا کندھے پر سے اتر گیا ہے۔ ڈی گاما کے چاروں ساتھی ایک ساتھ آگے بڑھے تو میں اور جیک بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور جارج نے سارہ کو چھوڑ دیا۔ اب پیار کا مقابلہ جارحیت سے تھا۔ دس منٹ میں چیختے چلاتے لوگ بھاگ گئے تھے کرسیاں اور میزیں الٹ گئی تھیں، برتن ٹوٹ گئے تھے۔ ڈی گاما کے تین ساتھی میز کرسیوں کے درمیان بے ہوش پڑے تھے۔ ایک ٹوٹی ہوئی ٹانگ لیے فرار ہو رہا تھا اور ڈی گاما اپنا شکستہ بازو لیے کرسی پر یوں بیٹھا تھا جیسے وہ اس فری اسٹائل دنگل کا ریفری ہے۔ ہنگامہ ختم ہوا تو منیجر کاؤنٹر کے نیچے سے نکلا۔ "میرا خیال ہے آپ لوگ فوراً تشریف لے جائیں"۔ وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "میں معاملات کو سنبھال لوں گا۔ پولیس آتی ہوگی۔"

صبح ہمیں روانہ ہو جانا تھا۔ مجھے کسی وجہ سے نیند نہیں آ رہی تھی اور اس کی وجہ وہ خیالات تھے جو میرے ذہن پر مسلط تھے۔ مجھے ڈی گاما جیسے شخص کے مقابلے میں رالف کا کردار بڑا عجیب لگا تھا۔ کسی زمانے میں وہ ایئر فورس کا آدمی ضرور تھا لیکن اب وہ انشورنس سے متعلق تھا۔ اس کے باوجود ڈی گاما جیسا پیشہ ور بدمعاش اس کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوا تھا۔ دوسری طرف جارج تھا جو محض ایک فلم اسٹار تھا نقلی لڑائیاں لڑتے ہوئے تو اُسے دنیا نے دیکھا تھا مگر ڈی گاما کے باقی چار ساتھیوں کو اُس نے جس بے رحمی سے ملا تھا اس سے یہ بات مزید ثابت ہوتی تھی کہ وہ زندگی میں ایک منفی ردِعمل کا شکار ہے جو مسلسل ناکامیوں کے بعد اور مستقبل سے مایوس ہو جانے والے کسی کم حوصلہ اور تنزلی شخص کا ردِعمل تو ہو سکتا تھا مگر جارج کے حالات اس کا جواز نہیں بنتے تھے۔ اور میری سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ وہ اپنی زندگی کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑا ہوا ہے۔ اور خطرات کے مقابلے میں اس حد تک آگے کیوں بڑھ جاتا ہے جہاں زندگی کے مقابلے میں موت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ زندگی کسے عزیز نہیں ہوتی مگر جسے زندگی نے کچھ نہ دیا ہو وہ اگر جینے کی خواہش نہ رکھتا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں مگر جہاں کاتبِ تقدیر سے کوئی شکوۂ بخل نہ ہو وہاں زندگی جیسی نعمت کو ٹھکرانے کی کوشش چہ معنی دارد۔

مجھے بالکل معلوم نہ ہو سکا اور ایلن میرے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔ "آج تو میں تمہاری جرأت کی معترف ہو گئی۔"

"اس کا مجھ سے بہتر مظاہرہ تو جارج نے کیا ہے۔" میں نے کہا۔

"جارج؟" وہ کچھ دیر بعد بولی۔ "اس کی بات اور ہے۔ وہ اپنی زندگی کی پروا کیے بغیر لڑتا ہے۔" اس کا انداز وحشیانہ تھا۔"

"ایلن۔" میں نے کہا۔ "میں ابھی تک جارج کے اس رویے کو نہیں سمجھ سکا ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تم جانتی ہو۔ تمہارا یہاں آنا بھی بے مقصد نہیں مگر اصل بات بتانے کے لئے تم نے اور جارج نے مجھے اعتماد کے قابل نہیں سمجھا۔"

ایلن شب خوابی کے لباس میں تھی جو شفاف شیشے کا بنا ہوا لگتا تھا اور چاندنی کی کرنیں اُس میں سے گزر کر اُس کے مونج در مونج بدن پر یوں پڑ رہی تھیں جیسے بادلوں سے چھن کر آنے والی چودھویں شب کی چاندنی سمندر کے نشیب و فراز کو روشن کر رہی ہو۔ اُس کے پورے وجود سے وہ خوشبو پھوٹ رہی تھی جو صبح بہار کے اولین شگوفوں کی طرح تھی۔ اور یہ چاندنی کا سحر تھا یا اُس کے قرب کا جادو تھا یا دلوں کا اثر تھا کہ اُسے لپٹا لینے کی اور اُسے چومنے کی خواہش مجھ پر غالب آتی جا رہی تھی۔ میرے سوال کے جواب میں وہ میرے اور قریب آ گئی اور اُس نے کہا۔ "تم غلط سمجھے ہو مارٹن۔" وہ بولی — اس سے زیادہ کچھ کہنے کی اُسے مہلت

نہ ملی کیونکہ میں یک لخت جذبات سے مغلوب ہو گیا تھا۔ ایک منٹ بعد اُس نے خود کو میری گرفت سے چھڑا لیا یوں جیسے میری جسارت اُسے ناگوار گزری ہے۔ "بدتمیز — جنگلی" اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا تمہارے جملہ حقوق جارج کے حق میں محفوظ ہیں" میں نے شرمندگی سے کہا۔

اُس نے نفی میں سر ہلایا۔ "بے وقوفی کی بات مت کرو۔" وہ بولی — "جارج کی حالت قابلِ رحم ہے۔ یہ بات میں تمہیں اس لئے بتا رہی ہوں کہ تمہیں عدم اعتماد کی شکایت نہ رہے۔ تمہیں معلوم ہے میرے آنے سے پہلے سے ایک خط کا انتظار تھا۔ میں وہ خط لے کر آئی تھی۔ وہ سمجھتا ہے مجھے اِس خط کے مضمون کا علم نہیں — مگر میں اس خط کے مضمون سے واقف ہوں۔ اُس خط میں لکھا تھا کہ فی الحال جارج سے کسی نئی فلم کا معاہدہ نہیں کیا جا سکتا اور دوسرے فلم ساز جو اس سے معاہدے کر چکے تھے اب انہیں منسوخ کرنے کی سوچ رہے ہیں۔ اُس کی تمام جائداد عدالت کی تحویل میں چلی گئی ہے۔ کیونکہ اس نے جو قرضے رکھے تھے وہ ادا نہیں ہوئے اور سارے قرض خواہوں نے اس کے خلاف مقدمات دائر کر دیئے ہیں۔ وہ دنیا کو منہ دکھانے کے قابل ہی نہیں تو روٹ کر اپنی دنیا میں کیسے جائے۔ چنانچہ وہ قیدِ تنہائی کاٹ رہا ہے۔ اسے غمگساری کی ضرورت ہے۔ اور میں صرف اس کا یہ احساس مٹانے آئی ہوں کہ اتنی بڑی دنیا میں وہ اچانک تنہا رہ گیا ہے۔ جہاں اس کے لاکھوں مداح اور پرستار تھے وہاں اب صرف دشمن ہیں۔ تم بھی تو اس کے دوست ہو۔ کیا تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ ان حالات میں وہ کس ذہنی عذاب کا شکار ہو گا۔ مجھے اس سے عشق نہیں ہے۔ ہمدردی ہے۔"

کچھ دیر ہم دونوں بالکونی میں بیٹھے چاندنی میں برف کو برستے دیکھتے رہے۔ پھر میں نے کہا۔ "تم نے اچھا کیا جو مجھے یہ سب بتا دیا۔" شب بخیر اپنے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے میں نے ایلین کو اپنے کمرے کی طرف جاتے دیکھا۔ چند منٹ بعد میں نے اس کی چیخ سُنی اور میں دروازہ کھول کر لپکا۔ ایلین کے کمرے میں جیک تھا۔ کوئی سوال کئے بغیر میں سمجھ گیا کہ وہ زبردستی پر آمادہ ہے اور میں نے اسے کوٹ کے کالر سے پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ ایلین سے جدا ہو کر دیوار سے جا لگا۔ ایلین اپنے کپڑوں کی شکنوں کو درست کرتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ "تمہارا یہ دوست بہت شریر ہے۔" وہ زبردستی مُسکرا کر بولی مگر جیک کا چہرہ شرمندگی اور اشتعال کے باعث بگڑا ہوا تھا۔

"تم نے ایلین سے مزاحمت کی توقع تھی نہ مجھ سے مداخلت کی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آج مارٹن کی باری ہے۔" وہ تلخی سے بولا۔ "ویسے میں بھی مارٹن سے کم نہیں ہوں بلکہ قیمت کا سوال ہو تو تم جیسی دس عورتوں کو دس گنا قیمت دے سکتا ہوں۔ یقین نہیں تو یہ لو۔" اس نے اپنی جیب سے کوئی چیز نکال کر پھینکی اور پلٹ کر باہر نکل گیا۔

میں نے اس کی ساری باتوں کو اس لئے برداشت کیا تھا کہ وہ ہوش میں نہ تھا اور میں جواب دے کر برسوں پرانی دوستی کو دشمنی میں نہیں بدلنا چاہتا تھا۔ مگر ایلین کا چہرہ ذلت کے احساس سے سُرخ پڑ گیا تھا —

"اس کی بات کا بُرا مت ماننا۔ وہ ہوش میں نہیں تھا۔" میں نے کہا اور جُھک کر وہ چیز اٹھائی جو جیک پھینک گیا تھا۔ یہ نہایت قیمتی زمرد کا ایک ٹکڑا تھا جس کی مالیت میرے اندازے کے مطابق دو ہزار پونڈ سے کم نہ تھی۔ میں اس زمرد کو ہاتھ میں تھامے ہکا بکا کھڑا رہا۔ آخر جیک کے پاس یہ زمرد کہاں سے اور کیسے آیا۔ میں نے سوچا اور زمرد کو میز پر رکھنے کے بعد ایلین کو سکون سے سو جانے کی ہدایت کر کے لوٹ آیا۔ میرا خیال تھا صبح تک جیک کا نشہ اتر چکا ہو گا۔ اُسے احساس ہو جائے گا کہ غلطی اُس کی تھی اور نہ ہوا تب بھی میں اُسے منا لوں گا لیکن صبح اُس سے ملنے میں ہینگر میں گیا تو اُس کا موڈ مزید خراب تھا۔ کسی نے اس کے جہاز کے اس حصے کو تباہ کر دیا تھا جس کی مدد سے وہ برف پر اترتا تھا۔ ہینگر کے کھلے دروازے کے سامنے ایک بہت بڑا ٹرک کھڑا تھا جسے میں اکثر ایئر فیلڈ پر آتے جاتے دیکھتا تھا۔ کسی نے اسی ٹرک کو اسٹارٹ کر کے جیک کے جہاز سے ٹکرا دیا تھا۔ اس جہاز میں پہیوں کی جگہ مخصوص شکل کے لمبے لمبے لچک دار تختے لگے ہوئے تھے جن کی مدد سے وہ برف پر پھسلتا ہوا اتر جاتا تھا۔ اب یہ تختے یوں تباہ ہو گئے تھے کہ جہاز ناکارہ ہو گیا تھا۔ اور ہفتہ بھر اُس کی مرمت میں لگ

جانا معمولی بات تھی۔ چنانچہ جیک نقصان کے احساس سے سخت دل گرفتہ اور مشتعل تھا۔

"یہ حرکت کس کی ہو سکتی ہے جیک؟" میں نے کہا۔

"مجھے نقصان پہنچانے والا میرا کوئی دشمن ہی ہو سکتا ہے۔" اس نے تلخی سے کہا اور پلٹ کر چلا گیا۔

⦸

ٹھیک سات بجے ہم اُس جہاز کا ڈھانچہ تلاش کرنے کے مشن پر روانہ ہوئے جس کی نشاندہی سال بھر بعد کی گئی تھی۔ جھیل کی سطح بالکل ساکت تھی اور فضا میں دھند کا نام و نشان نہ تھا۔ چنانچہ روانگی کے چالیس منٹ بعد میں نے جہاز کو جھیل پر اتار دیا۔ وہ ڈھانچہ اب صرف دس میل دور تھا۔ مگر چونکہ باقی لوگوں کے روانہ ہونے سے پہلے میں اس علاقے پر علی الصبح ایک مرتبہ پرواز کر چکا تھا اس لئے ڈھانچے کا صحیح محل وقوع مجھے معلوم تھا۔ ڈھانچہ دو برفانی وادیوں کے درمیان دفن تھا۔ جھیل پر اترنے کے بعد ہم سب منزلِ مقصود کی طرف اس طرح روانہ ہوئے کہ مرد پیدل تھے اور باری باری اُس برف گاڑی کو کھینچ رہے تھے جس پر مسز جان کیسلر کمبل میں لپٹی بیٹھی تھی۔ دس میل کا کٹھن سفر طے کرنے میں تین گھنٹے صرف ہو گئے۔ ڈھانچے سے پچاس گز کے فاصلے پر ہم نے ایک سفری خیمہ نصب کیا اور سارہ کو چائے بنانے اور کھانا گرم کرنے میں لگا کر خود آگے بڑھ گئے۔ اصل مقصد یہ تھا کہ وہ ہمارے ساتھ نہ رہے کیونکہ جستجو کا اگلا مرحلہ انتہائی ناخوشگوار تھا۔

برف کھودنے کے بیلچے لے کر ہم نے بڑی احتیاط سے وہاں کھدائی شروع کی جہاں آکسفورڈ یونیورسٹی کی ٹیم نے نشانی کے لئے لکڑی کے دو تختوں کو جوڑ کر گاڑ دیا تھا۔ اس علاقے میں لاشوں کو دفن کرنے کے لئے زیادہ گہرائی تک جانا غیر ضروری تھا۔ چنانچہ اوپری برف ہٹانے کے بعد ایک فٹ کی گہرائی پر ایک لاش کا پیر نمودار ہوا۔ پیر میں جوتا ضرور تھا مگر ٹخنے سے اوپر کا گوشت غائب تھا اور ہڈی صاف نظر آ رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد ہم دونوں لاشوں کو نکال چکے تھے۔ مگر اس میں کوئی شبہ کی بات نہ تھی کہ لاشوں کو دیکھ کر نہیں پہچانا جا سکتا تھا۔ اُن کے کپڑے تار تار تھے اور جہاں گوشت بچا تھا وہاں منجمد ہو کر ہڈی سے چپکا ہوا تھا۔ جو تصویر ہیگل نے مجھے دی تھی وہ شناخت میں کوئی مدد نہیں دے سکتی تھی۔ اور اس حالت میں لاش کو دیکھ کر سارہ بھی یقین سے نہیں کہہ سکتی تھی کہ ان دونوں میں سے اس کا شوہر کون تھا۔ مسٹر ہیگل نے جیب سے ایک کاغذ نکالا۔ "یہ جان کیسلر کے دانتوں کی رپورٹ ہے۔"

پہلے میں نے اور پھر خود ہیگل نے باری باری دونوں لاشوں کے دانت دیکھے مگر ان میں سے صرف ایک کے بارے میں ہم پورے یقین اور اتفاق رائے سے کہہ سکتے تھے کہ وہ جان کیسلر کی لاش ہے۔ اس کے تین دانتوں پر سونا چڑھا ہوا تھا اور یہ دانت وہیں موجود تھے جہاں انہیں ہونا چاہیے تھا۔ دو دانتوں کا خلا صاف دکھائی دے رہا تھا اور دو داڑھوں پر بھرائی کی علامات نمایاں تھیں۔ آخر میں خود رالف بھی اسی نتیجہ پر پہنچا پھر مسٹر ہیگل نے کہا۔ "جان کیسلر کے دائیں ہاتھ کی انگلی پر منگنی کی انگوٹھی تھی۔ جس پر بائیس فروری ۵۲ء کی تاریخ ہونی چاہیے۔ اور سارہ کا نام ہونا چاہیے۔" انگوٹھی موجود تھی مگر اس پر برف جمی ہوئی تھی۔ میں نے انگوٹھی اتارنے کی کوشش کی لیکن انگوٹھی منجمد گوشت میں پھنسی ہوئی تھی۔ مسٹر ہیگل نے جیب سے ایک چاقو نکالا۔ صرف اجازت طلب نظروں سے ہماری طرف دیکھا اور وہ انگلی کاٹ دی۔ انگوٹھی نکل آئی اور برف کے صاف ہوتے ہی سارہ کا نام اور تاریخ دونوں سامنے آ گئے۔ شبے کی اب کوئی گنجائش نہ رہی تھی اور سارہ کو یہ بھیانک لاش دکھانے کا کوئی فائدہ نہ تھا مگر انگوٹھی دیکھ کر وہ مچل گئی۔ "میں اُسے دیکھے بغیر واپس نہیں جاؤں گی۔ مدتوں وہ میرا شوہر تھا۔ اتنی دور آنے کے بعد میں اُس پر ایک نگاہ ڈالے بغیر لوٹ جاؤں؟" وہ بولی۔ مجبوراً میں اُسے قبر کے کنارے تک لے گیا جہاں وہ دونوں لاشیں دیدہ عبرت نگاہ کے لئے ساتھ ساتھ پڑی تھیں۔ سارہ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔ ہیگل اور رالف اُسے اٹھا کر واپس خیمے میں لے گئے۔

اگر یہ منظر اس نے کسی اسٹیج پر پیش کیا ہوتا تو لوگوں پر رقت طاری ہو

جاتی — میں نے سوچا۔

لاشوں کی تدفین کے بعد ہم نے جہاز کے تباہ ہونے کے اسباب کا سراغ لگانے کی کوشش کی۔ جہاز کے دونوں بازو ٹوٹ کر الگ ہو گئے تھے۔ مگر دونوں انجن سلامت تھے۔ اور بظاہر ان میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی تھی۔ رالف نے مجھے ڈھانچے کے اندر پائلٹ کی سیٹ پر لے جا کر بٹھا دیا۔ "کیا یہ ممکن ہے کہ جہاز میں تیل ختم ہو گیا ہو؟"

میں نے ڈیش بورڈ پر نظر ڈالی مگر سارے ڈائل تباہ ہو چکے تھے۔

"یہ بات فرض کی جا سکتی ہے کیونکہ جہاز میں آگ نہیں لگی۔ اور جہاز اصل راستے سے سینکڑوں میل دور حادثے کا شکار ہوا۔" میں نے کہا۔ "ڈائل کچھ پتا نہیں دیتے۔"

"جہاز کے راستے سے بھٹک جانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" وہ بولا۔

"زیادہ امکان آلات کی خرابی کا ہے جنہوں نے غلط سمت بتائی ہو اور آلات کی خرابی کی وجوہ فنی بھی ہو سکتی ہیں اور موسمیاتی بھی۔ مگر یقین سے کوئی بات کہنا مشکل ہے۔" میں نے کہا۔ ہم دونوں طیارے سے باہر آ گئے۔ بظاہر تباہی کے اسباب پر تحقیق سے کچھ حاصل ہونے کی امید نہ تھی۔ یہ ثابت ہو گیا تھا کہ مرنے والا جہاز کا مالک گرانٹ تھا اور پائلٹ جان کیسلو۔ انشورنس کمپنی کو اس سے زیادہ کچھ معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ میں نے نتائج سے مسٹر ہیگل کو بھی مطلع کر دیا کہ مزید وقت ضائع کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا اور ہمیں اب واپسی کی فکر کرنی چاہیئے۔ "تاہم ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" میں نے مسٹر ہیگل سے کہا۔ "جان کیسلو نے ہیریسن کے نام سے سفر کیا تھا مگر لاش کے کوٹ کی اندرونی جیب پر ان دونوں میں سے کوئی نام نہیں تھا۔"

"تم یہ بات بھول رہے ہو کہ اس کی جیب سے ایک کلب کا جعلی کارڈ بھی نکلا تھا جس پر اس کا نام ہارڈے لکھا تھا۔" ہیگل نے کہا۔

"جان کیسلو کو اپنا نام ہیریسن اور ہارڈے وغیرہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کے علاوہ اور کتنے نام تھے اس کے؟" میں نے کہا۔ مسٹر ہیگل کے چہرے کا رنگ ایک لمحے کے لیے بدلا۔

"اس سوال کا جواب تو وہ خود ہی دے سکتا تھا اگر وہ زندہ ہوتا۔" اس نے مجھے مطمئن کرنے کے لیے کہا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد میں نے موقع غنیمت جانا اور ایک ٹیلے پر چلا گیا جو نسبتاً بلند تھا۔ قطب نما کی مدد سے میں نے سمت مقرر کی تو مجھے ایک جانب برف کی ایک پیالہ نما وادی نظر آئی۔ ایک نرم ڈھلوان سے زمین نشیب کی اس وادی میں ڈھلوان بالکل ہموار تھی۔ اس کی گہرائی بھی بہت تھی۔ اگر ڈھلوان پر سیڑھیاں ہوتیں تو منظر کسی بہت بڑے سٹیڈیم کا ہوتا۔ میں پھسلتا ہوا نیچے پہنچا اور اپنے ارد گرد ایک نگاہ ڈالی۔ مجھے

برف پر دو نشان فوراً نظر آ گئے جو کسی جہاز کے اترنے اور چڑھنے سے بنے تھے۔ اگر نشانات پرانے ہوتے تو برابر ہو گئے ہوتے۔ مگر یہ بالکل تازہ نشانات تھے درمیان میں جہاں یہ نشان ختم ہوتے تھے انجن آئل کا خاصا بڑا داغ تھا۔ میں نے اسے فوری طور پر برف کے نیچے دبا دیا۔ ابھی میں واپس ہونے ہی والا تھا کہ مسٹر ہیگل بڑی تیزی سے پھسلتے ہوئے آئے اور سیدھے مجھ سے ٹکرائے۔ ہم دونوں کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ چوٹ کسی کے نہیں آئی تھی۔ "بڑا مزہ آتا ہے اس طرح پھسلنے میں۔" ہیگل نے کہا۔ "تم یہاں کیوں بھٹک رہے ہو؟"

"ایسے ہی جائزہ لے رہا تھا اس سارے علاقے کا۔" میں نے گول مول جواب دیا۔

"پھر کچھ دیکھا؟" ہیگل نے بڑے معنی خیز لہجے میں کہا۔ میں نے اس کی بات کو یوں نظر انداز کر دیا جیسے سنا ہی نہیں۔ پھر ہیگل جہاز کے ڈھانچے کی طرف چلا گیا۔ اور میں خیمے کی طرف۔ سارہ نے مجھے ایک کپ کافی دی اور مجھ سے پوچھتی رہی کہ کیا حادثے کی کوئی وجہ معلوم ہوئی۔ میں نے اس کی بات پوری توجہ سے نہیں سنی۔ اور اسے جی ہاں کر کے ٹالتا رہا کیونکہ میرے ذہن میں بہت سے جواب طلب سوالات پیدا ہو گئے تھے اور اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ ہیگل کو جہاز کے ڈھانچے کی طرف جانے کی کیا ضرورت تھی۔ کافی کا کپ رکھ کے میں دبے پاؤں باہر نکلا اور ڈھانچے کی طرف بڑھا۔ مجھے ہیگل کے ساتھ رالف دکھائی دیا۔ وہ جہاز کے اگلے شکستہ حصے میں پائلٹ کی سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر کچھ تلاش کر رہے تھے۔

"اطمینان سے دیکھو۔" ہیگل نے سرگوشی میں کہا۔ "جلدی کس بات کی ہے۔"

"مجھے تو یہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔" رالف نے بھی دبے دبے لہجے میں کہا۔ "کہیں وہ آ نہ جائے۔"

"میں اس کے پیچھے گیا تھا۔" ہیگل نے کہا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ اسے کچھ معلوم نہیں ہوا۔" میں زیادہ دیر تک چھپ کر نہیں رہ سکتا تھا چنانچہ میں نے ایک چکر لگایا۔ اور ان کی طرف بڑھا۔ وہ دونوں سیدھے کھڑے ہو گئے۔ رالف کا چہرہ سپاٹ رہا مگر ہیگل اپنے جذبات کو نہ چھپا سکا۔ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اسے میری مداخلت گراں گزری ہے۔ اس حد تک کہ اگر اس کے بس میں ہوتا تو وہ مجھے قتل کر ڈالتا۔ مگر اب مجھے بہت کچھ معلوم ہو چکا تھا اور میرے لئے اطمینان کی بات یہی کہ وہ سمجھتے تھے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا۔

جب ہم لوٹنے کی تیاری کر رہے تھے تو مجھے خیمے کے عقبی حصے میں ایک جگہ ایسے آثار نظر آئے جیسے کسی نے ایک دو دن پہلے وہاں حوائج ضروریہ سے فراغت حاصل کی ہے۔ یہ نشانات سال بھر پرانے نہیں تھے اور مرنے والوں نے نہیں چھوڑے تھے۔

اسی پر موسم خراب ہو گیا اور ہم جارج اور ایلین کو سینڈوچ سے

ساتھ دے کر سفر جاری نہ رکھ سکے۔ مجبوراً ہمیں جولیا کے دادا کو میزبانی کا شرف بخشنا پڑا۔

جولیا کا دادا بڑا زندہ دل آدمی تھا اور اس عمر میں بھی بڑے سلیقے سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ صبح سے شام تک جسمانی مشقت کرنا اور معمولات پر کاربند رہنا اس کی صحت کا ضامن تھا۔ تفکرات کو وہ قریب نہیں پھٹکنے دیتا تھا اور فارغ اوقات میں میل ملاپ اور خاطر مدارات کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اس نے حسب معمول محفل جما رکھی تھی۔ لیکن وہاں میرا دل نہ لگا اور میں چپکے سے باہر نکل آیا۔ اور وہ بحث میں اتنے مصروف تھے کہ انہیں احساس بھی نہ ہوا۔ رات کے گیارہ بجے تھے اور چاندنی شباب پر تھی۔ فارم میں بھیڑ بکریوں کی چارے اور بھوسے کی ایک ایسی ملی جلی بو تھی جس سے میرے بچپن کی یادیں وابستہ تھیں۔ ایک چھوٹے سے گاؤں میں جہاں اب میرے ماں باپ کی قبروں کا نشان بھی مٹ گیا ہوگا ایسے بہت سے فارم تھے اور شاید اب بھی ہوں گے اور یہ مانوس بو جو مجھے ان کے درمیان دوڑتے بھاگتے محسوس ہی نہ ہوتی تھی سب مجھے اس عہد رفتہ کی یاد دلا رہی تھی۔ آسمان پر کہیں کہیں بادل تھے جو پھیلتے جا رہے تھے جس سے کبھی پورا منظر اچانک تاریکی میں ڈوب جاتا تھا اور کبھی روشن ہو جاتا تھا۔ تھوڑی دور نشیب کی جانب ایک کمرہ نظر آ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر میں نے دیکھا کہ اس میں چھت تک بھوسہ بھرا ہوا ہے۔ اس میں گھس کر سونے کی خواہش مجھ پر غالب آنے لگی۔ بچپن میں سرد ترین برفانی راتوں میں بارہا میں خرگوش کی طرح خشک بھوسے میں گھس کر سو گیا تھا۔ میں لکڑی کے زینے پر چڑھا اور بھوسے کے اوپر جا کر لیٹ گیا۔ اس نرم اور گرم بستر کی راحت نے مجھے بڑا سکون دیا۔ میں جیک کے بارے میں سوچتا رہا۔ وہ یقیناً اس جہاز کے ڈھانچے تک جا پہنچا تھا۔ اس کے جہاز کے وہاں اترنے کے نشانات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے تھے اور میں یہ جانتا تھا کہ اس علاقے میں جیک کے سوا کسی کے پاس ایسا جہاز نہیں۔ وہ زمرد یقیناً اس نے جہاز کے ڈھانچے میں سے نکالے تھے۔ لیکن میرے لیے تعجب کی بات یہ تھی کہ جس جہاز کو انشورنس کمپنی اور دوسرے ادارے مل کر بھی سال بھر تک تلاش نہیں کر سکے تھے وہ جیک کو کیسے مل گیا۔ میں سوچتا رہا اور واقعات کا سلسلہ ملتے ملتے ایک جواب کی صورت اختیار کر گیا۔ جیک نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا کہ وہ اس علاقے میں نہیں اتر سکا۔ حقیقت یہ تھی کہ جس رات میں سارہ کو اس کے پاس لے گیا تھا وہ دونوں اسی رات پرواز کر گئے تھے اور صبح ہونے سے پہلے لوٹ آئے تھے۔ ڈھانچے میں زمرد کی موجودگی کا راز سارہ کو معلوم تھا مگر جیک کی مدد کے بغیر وہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اس رات جب وہ جیک کے پاس گئی تھی تو اس نے بڑی چالاکی سے کام لیتے ہوئے مجھے رخصت کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اگلی صبح میں لے جیک کو جہاز کے پاس دیکھا تھا تو مجھے یوں لگا تھا جیسے وہ کہیں سے آیا ہے۔

باہر اچانک بارش شروع ہو گئی مگر حیرت کی کوئی بات نہیں تھی کیونکہ اس علاقے میں موسم اسی طرح اچانک بدلتا تھا۔ پندرہ منٹ کے اندر اندر صاف آسمان پر بادل گھر آتے تھے اور موسلا دھار بارش شروع ہو جاتی تھی۔ برف باری شروع ہو جاتی تھی یا سرد ہواؤں کے جھکڑ چلنے لگتے تھے۔

"ایک آدمی کی جگہ ہے ---؟" ایلن نے دروازے میں رک کر پوچھا۔

"جگہ تو دل میں ہونی چاہیئے" میں نے کہا۔ وہ اوپر آ گئی۔ اس کے کپڑے بالکل تر تھے۔ اور وہ سردی سے کانپ رہی تھی۔ مجھے اپنے بچپن کی ایک بات یاد آئی۔ کبھی میرے کپڑے بھی بارش میں بھیگ جاتے تھے تو میں انہیں اتار کر بھوسے پر پھیلا دیتا تھا اور صبح تک مجھے پڑے پڑے خشک ملتے تھے۔

ایک گھنٹے بعد بارش رک گئی اور چاندنی کا تھوڑا سا اجالا دروازے سے اندر پہنچنے لگا۔ قدموں کی آہٹ سن کر میرے کان کھڑے ہو گئے۔ میں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ایلن کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ دروازے میں دو سائے نمودار ہوئے یہ جارج اور سارہ تھے --- ہم اپنی سانس کی آواز سے بھی خائف رہے اور ڈرتے رہے کہ ہمارے دل کی دھڑکن ہماری موجودگی کا راز فاش نہ کر دے لیکن خود ہمارے کان صرف بھوسے میں سرسراہٹ کے سوا کچھ نہیں سن رہے تھے۔ اس میں کبھی کبھی جارج کی سرگوشی اور سارہ کی ہنسی بھی سنائی دے جاتی تھی۔ اور ہمارے لئے خاموشی کا یہ وقفہ انتہائی اعصاب شکن ہو گیا تھا۔ مگر وہ کچھ دیر بعد گئے تو ہمیں خبر نہ ہو سکی۔ ہم اس وقت تک سکون کی گہری نیند میں کھو چکے تھے۔

صبح آٹھ بجے میں نے اپنا جہاز اتارا تو مجھے جیک کا جہاز ہینگر میں کھڑا ہوا نظر آیا۔ اس کی مرمت کا کام جاری تھا۔ میں نے جیک کے بارے میں معلوم کیا۔ ایک میکینک نے کہا کہ وہ گزشتہ شب کے بعد نظر نہیں آیا۔ یہی جواب جولیا نے بھی دیا۔ اس روز میں نے شام تک تین مختلف مقامات پر سامان پہنچایا مگر شام کو واپسی پر مجھے یہی معلوم ہوا کہ جیک ہنوز غائب ہے اور میری طرح مسٹر ہیگل اور رالف بھی اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

مجھے ہوٹل کے بار مین نے بتایا کہ آج دوپہر دو افراد جیک کو تلاش کرتے ہوئے آئے تھے اور وہ اس وقت کھانا کھا رہا تھا۔ نہ جانے کس بات پر تلخ کلامی کی نوبت آئی اور ان میں سے ایک نے جیک کے مکا مارا تو جیک کرسی سمیت الٹ گیا مگر کسی کے مداخلت کرنے سے پہلے وہ دونوں افراد

چلے گئے۔ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ انہوں نے ڈنمارک کی زبان میں گفتگو کی تھی۔ جیک اُن کے جانے کے بعد بھی کچھ دیر بیٹھا رہا۔ مگر اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا کہ جھگڑا کیوں ہوا تھا۔

ایک بار پھر میں نے جولیا سے رابطہ قائم کیا اور اس نے مجھے بتایا کہ جیک اچانک مچھلیوں کا شکار کرنے کا پروگرام بنا کے چلا گیا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ مچھلیاں پکڑنے کہاں گیا ہوگا چنانچہ میں نے اپنے جہاز کو جھیل میں مین اس کی کشتی کے قریب لے جا کر اتار دیا۔ وہ مجھے دیکھ کر حیران ہوا مگر میں اب صاف بات کرنے کا تہیہ کر چکا تھا۔ جہاز سے کشتی پر پہنچتے ہی میں نے کہا۔ "جیک۔ وہ زمرد کہاں ہیں جو تم نے تباہ شدہ ڈھانچے سے نکالے تھے؟"

اس پر جیسے بجلی گر پڑی مگر اس نے خود کو سنبھال لیا۔ "کون سے زمرد؟" وہ حیران ہو کر بولا۔

"زیادہ چالاک بننے کی ضرورت نہیں۔" میں نے کہا۔ "ان کا پتہ نشان تمہیں سارہ نے بتایا تھا۔ اس امید پر کہ وہ تمہارے ساتھ مل کر یہ زمرد لے جائے گی مگر تم نے اس کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی تاکہ تم بلاشرکت غیرے اس دولت کے مالک بن جاؤ۔ تم نے سارہ سے کہا کہ جس مقام پر جہاز کا ڈھانچہ ہے وہاں اترنے کی کوئی جگہ نہیں۔ تمہارا مقصد یہی تھا کہ میں وہاں پر نہ جا سکوں۔ لیکن سارہ کو تمہاری بات پر یقین نہیں آیا۔ اور چونکہ یہ ممکن تھا کہ تم باقی لوگوں کو ساتھ لے جا کر جہاز کے ڈھانچے تک پہنچنے کا پروگرام بنا لو اس لئے رات کو کسی وقت اُس نے ٹرک سے ٹکریں مار کر تمہارے جہاز کو تباہ کر دیا اور خود ہمارے ساتھ روانہ ہو گئی۔ لیکن جیک — تم نے بڑے خطرناک لوگوں سے دھوکہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ نہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم زمرد نکال لائے ہو۔ برف پر تمہارے جہاز کے اترنے کے نشانات تھے اور تیل کا ایک داغ تھا جو میں نے دیکھ لیا تھا۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ رالف اور سیگل نے بھی یہ نشانات نہ دیکھے ہوں۔ ایک زمرد تم نے شدت جذبات میں ایلن کے سامنے پھینک دیا تھا۔ یہ سوچے بغیر کہ اس سے تمہارا راز فاش ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس علاقے میں زمرد کا ڈھیر نہیں ہیں۔ اور کوئی معاوضے میں بھی زمرد نہیں دیتا — سیگل اور رالف نے تم سے اعتراف جرم کرانے کی کوشش کی تھی — کسی ہوٹل میں وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے تھے مگر یہاں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ تم انہیں بے وقوف بنا کر بھاگ آئے ہو۔ بے وقوف تم خود ہو — وہ تمہارے پیچھے ہیں اور یہاں بھی پہنچ سکتے ہیں۔"

اچانک جیک نے کانی کا مگ کشتی کے فرش پر دے مارا اور رائفل اٹھا کر اس کی نال کا رخ میری طرف کر دیا۔ "تم سمجھتے ہو مجھے ان خطرات کا علم نہیں تھا؟ مگر میں اپنی حفاظت خود کر سکتا ہوں۔" وہ چیخ کر بولا — "جاؤ۔ یہ بات اُن سے بھی کہہ دو۔ اگر ان میں ہمت ہے تو یہاں آ کر دکھائیں۔"

میں کچھ دیر تک اس کی صورت دیکھتا رہا۔ اُسے سمجھانے کی کوشش کرنا عبث تھا کیونکہ لالچ نے اس کی عقل پر پردہ ڈال دیا تھا اور اُسے سوائے زمرد کے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کا ذہن کسی خطرے کے وجود کو اور عقل کسی دلیل کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھا۔

"آل رائٹ جیک۔" میں نے کہا۔ "میں نے تو ایک دوست کی حیثیت سے تمہیں سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ مگر یہ رائفل مجھ پر مت اٹھاؤ کیونکہ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔" اس نے رائفل نیچے کر لی اور میں کچھ کہے بغیر لوٹ آیا۔ بیس منٹ بعد میں نے پھر اپنا جہاز بندرگاہ کے قریب اتارا تو مجھے ڈی گاما کا جہاز دکھائی دیا جو دوسرے بحری جہازوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ ڈی گاما کو پولیس نے ہوٹل میں ہنگامہ کرنے کے بعد گرفتار کر کے اس بات کا پابند کر دیا تھا کہ وہ بحری جہاز کی روانگی کی تاریخ تک ساحل پر قدم نہ رکھے۔ میں نے اپنے جہاز کو اسی مقام پر چھوڑا جو اس کے لئے مخصوص تھی۔ ابھی میں ہارڈ ماسٹر کے آفس سے بھی دور تھا کہ ایک سایہ سا دیوار کی اوٹ سے نمودار ہوا اور مجھے سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملا کہ کوئی چیز میرے سر پر پڑی اور میں چکرا کر گر پڑا۔ اُس وقت رات کے گیارہ بجے تھے اور وہ علاقہ بالکل سنسان تھا مگر میں نے کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا تھا کیونکہ میرے خیال میں میرا کوئی بھی دشمن نہیں تھا۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک پنجرے میں بند تھا۔ آہنی سلاخوں کا بنا ہوا یہ پنجرہ بمشکل تمام چار فٹ لمبا چوڑا اور اتنا ہی اونچا ہوگا۔ بحری جہازوں پر یہ پنجرے جنگلی جانوروں کو لے جانے کے لئے استعمال ہوتے تھے اور میں اس پنجرے میں جانوروں سے بدتر حالت میں پڑا ہوا تھا۔ غلاظت اور پانی کی لہر کے درمیان۔ میرے لئے نقاہت کے باعث بیٹھنا بھی دشوار تھا۔ اور اُس پنجرے میں میرے پیر پھیلانے یا کھڑے ہونے کی گنجائش ہی نہ تھی۔ پنجرے کے باہر ایک شخص بڑی فراغت سے بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔ میں نے اسے فوراً پہچان لیا۔ یہ ڈی گاما کے اُن چار ساتھیوں میں سے ایک تھا جن کی پہنے کیفے فریڈرک میں مرمت کی تھی۔ "اے مسٹر" میں نے کہا۔ "میں ڈی گاما سے ملنا چاہتا ہوں۔" اُس نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور مسکرایا۔ سلاخوں کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے جلتے ہوئے سگریٹ کو میرے چہرے کے ایک زخم پر رگڑ کر بجھایا۔ درد کی ٹیس سے میں وقتی طور پر بے حس ہو گیا مگر کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو مجھے پھر ہوش آ گیا۔ اس شخص نے ریوالور کے اشارے سے مجھے باہر نکلنے کا حکم دیا اور میں جانوروں کی طرح چاروں ہاتھوں اور پیروں پر چلتا ہوا باہر نکلا۔ جب میں کھڑا ہوا تو مجھے یوں لگا جیسے میں زمانہ قبل از تاریخ کا وہ آدمی ہوں جو ابھی ارتقاء کے ابتدائی مراحل میں ہے اور دو ٹانگوں پر چلنا سیکھ رہا ہے۔ مختلف راستوں سے گزر کر میں ڈی گاما کے کمرے میں داخل ہوا تو میرے ذہن کو ایک جھٹکا لگا۔ وہاں ڈی گاما کے علاوہ رالف

اور ہیگل بھی موجود تھے۔ کچھ دیر ہم ایک دوسرے کو گھورتے رہے۔ پھر میں نے کہا: "میرے ساتھ یہ بے رخی کا برتاؤ کیوں کیا گیا ہے؟"

"مسٹر مارٹن،" رالف نے کہا: "جرأت کبھی کبھی حماقت بھی کہلاتی ہے۔ تمہیں معلوم ہو گیا تھا کہ جیک ہم سے پہلے اس تباہ شدہ جہاز تک پہنچ چکا ہے۔ تم نے یہ بات ہم سے کیوں چھپائی؟"

"اس لیے کہ جیک میرا دوست ہے۔" میں نے سکون سے کہا: "مگر میری دوستی کے رشتے میں کسی غرض کو دخل نہیں۔ تم سب ایک دوسرے کے ساتھی ضرور ہو مگر دوست نہیں ہو۔ کیونکہ تم میں سے کسی ایک نے باقی سب کے ساتھ دغا کی ہے۔ جیک پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ اگر تم میں سے کسی نے یہ راز فاش نہ کیا ہوتا تو اسے کوئی بات کیسے معلوم ہو سکتی تھی۔ کیا تم میں سے کوئی کسی کی طرف انگلی اٹھا کر یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ شخص کون تھا؟"

میری بات کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ ان سب کے چہرے کا رنگ یوں بدلا جیسے میں نے ان کی صورتوں کو بے نقاب کر کے ان کی اصلیت کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ وہ سب ایک دوسرے کی نگاہ میں مجرم بن گئے۔ میری بات کا کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر ہیگل نے ایک تھرموس میں سے کافی انڈیلی اور اس میں تھوڑی سی برانڈی ملا کر مجھے دی۔ "کیا تم اس شخص کا نام بتا سکتے ہو؟" اس نے کہا۔ میں دروازے کے قریب پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اور کافی پینے لگا۔ "جو بات تمہیں معلوم نہیں وہ مجھے کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔" میں نے کہا۔ ہیگل نے باری باری سب کو کافی دی مگر اور کسی کے لئے برانڈی نہیں ملائی۔ میں نے محسوس کیا کہ اپنے طور پر وہ سب میرے سوال کا جواب تلاش کرنے کی فکر میں مبتلا ہو گئے ہیں اور اب ایک دوسرے سے نگاہیں نہیں ملا سکتے۔ برانڈی ملی ہوئی کافی نے میرے جسم میں توانائی بھر دی تھی۔ میں نے مگ خالی ہوتے ہی ملتجی نظروں سے ہیگل کو دیکھا۔ "اگر تھوڑی سی کافی اور برانڈی ہو تو" میں نے کہا اور ہیگل نے سر ہلا کر دوسری بار میرا مگ بھر دیا۔ مگر میرا ارادہ اس بار ایک گھونٹ لینے کا بھی نہیں تھا۔ ہیگل کے سیدھا ہونے سے پہلے میں نے ساری کافی اس کے منہ پر پھینک دی اور پلک جھپکتے میں باہر نکل کر دروازہ مقفل کر دیا۔ دو گولیاں دروازے کی لکڑی کو چیرتی ہوئی نکل گئیں۔ مگر اتنی دیر میں میرے قدم مجھے دور لے جا چکے تھے۔ جب ان کی تیسری گولی نے قفل کھولا تو میں اوپر عرشے پر پہنچ چکا تھا۔ اور ان کے عرشے پر آنے تک یخ بستہ پانی میں کود کر دور نکل چکا تھا۔ اب میں محفوظ تھا کیونکہ وہ بندرگاہ کے علاقے میں فائرنگ نہیں کر سکتے تھے۔ اور میں کسی بھی قریبی جہاز پر چڑھ کے محفوظ ہو سکتا تھا۔

ایلن میرے کمرے میں موجود تھی اور میری حالت دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ مگر اس سے بات کئے بغیر میں باتھ روم میں گھس گیا اور آدھے گھنٹے تک ٹب میں گرم پانی بھر کے لیٹا رہا۔ اس دوران ایلن نے مجھے دو بار برانڈی ملی ہوئی کافی لا کر دی۔ جب میری یخ بستہ ہڈیوں سے سردی کا احساس ختم ہو گیا اور مجھے ڈبل نمونیے کا خطرہ بھی نہ رہا تو میں نے گرم کپڑے پہنے اور جیک کے گھر کی طرف چل پڑا۔ ہوٹل کی جیپ نے مجھے دس منٹ میں جیک کے دروازے پر اتار دیا۔ اندر روشنی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ابھی سویا نہیں ہے۔ مگر دو بار گھنٹی بجانے اور دو مرتبہ دستک دینے کے بعد بھی مجھے جواب نہ ملا تو میں نے ایک کھڑکی کا شیشہ توڑا اور اندر کود گیا۔ خواب گاہ میں قدم رکھتے ہی میں دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹا۔ جیک میرے سامنے مرا پڑا تھا۔ کسی نے دو نالی کی بندوق اتنے قریب سے چلائی تھی کہ اس کے چہرے کا وجود ہی مٹ گیا تھا۔ فرش پر خون ہی خون تھا۔ کمرے میں مزاحمت کے آثار نہیں تھے۔ مارنے والوں نے اسے کوئی جدوجہد کئے بغیر ہلاک کر دیا تھا۔ میں جس راستے سے اندر آیا تھا اسی سے واپس ہوا مگر کھڑکی سے کودتے کودتے میں نے ایک سائے کو فرار ہوتے دیکھ لیا۔ اور لمحہ بھر کی اس جھلک کے باوجود جولیا کو پہچان لیا۔ میں نے اسے فرار ہونے کا پورا موقع دیا تاکہ میں اسے پکڑ سکوں۔ دس منٹ بعد میں ایک نسبتاً طویل راستے سے واپس ہوٹل پہنچا اور جیپ کو سامنے کی بجائے عقبی حصے میں پارک کیا۔ سیڑھیوں سے اوپر پہنچ کر میں نے جولیا کے دروازے پر دستک دی۔ اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر دیکھا اور پیچھے ہٹ گئی۔ میں نے اندر داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ جولیا کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ مگر میں نے ایک کرسی گھسیٹ کر دروازے کے سامنے رکھ دی۔ اور بیٹھ کر سگریٹ سلگائی۔

"جولیا!" میں نے کہا: "تم ابھی ابھی جیک کے گھر سے آئی ہو۔ اور تم نے دیکھ لیا ہو گا کہ کسی نے جیک کو قتل کر دیا ہے لیکن میں قتل کا الزام تم پر عائد نہیں کر رہا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس کے قاتل دوسرے لوگ ہیں۔ کیا تم نے کسی کو وہاں دیکھا تھا؟"

جولیا کا چہرہ لاش کی طرح سفید ہو گیا تھا۔ اور وہ بستر پر اٹک گئی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ میں صورت حال سے پوری طرح باخبر ہوں۔ اور اس کے انکار کرنے یا جھوٹ بولنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

"مسٹر مارٹن،" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "جب میں پہنچی تو وہ مر چکا تھا اور وہاں کوئی نہیں تھا۔"

"تم وہاں کیوں گئی تھیں؟" میں نے کہا۔

"اس نے مجھے ایک پیکٹ دیا تھا۔ بہت پہلے اور کہا تھا کہ میں اس کی حفاظت اپنی جان کی طرح کروں اور اس کے بارے میں کسی سے بات تک نہ کروں کیونکہ اسی پر ہمارے مستقبل کا انحصار ہے۔ اگر کسی کو اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو گیا تو ہم شادی نہ کر سکیں گے۔ ایسی صورت میں میرے لئے اس پیکٹ کی حفاظت کے خیال سے غافل ہونا کیسے ممکن تھا مسٹر مارٹن۔ میں تو چھوٹی چھوٹی وہ رقوم بھی جمع کرتی رہی ہوں جو وہ مجھے ہر ہفتے بخشش سمجھ کر دیتا تھا اور میں اس رقم کو اس لئے قبول

کر لیتی تھی کہ میں نے یہ رقم نہ لی تو کوئی اور لے لے گا۔ کوئی جواری ۔۔ یا کوئی دوسری عورت ۔۔ اُس نے مجھ سے کبھی اس کے بارے میں اسی لئے نہیں پوچھا ۔۔ اُس نے مجھے وہ پیکٹ دیا تو میری سمجھ میں نہ آیا کہ میں اُسے کہاں رکھوں چنانچہ آج صبح میں نے اس کا پارسل بنا کر ڈاک سے اپنے دادا کے نام ارسال کر دیا۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس کا فون آیا کہ میں وہ پیکٹ لے کر آجاؤں۔" وہ اب اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا کر رو رہی تھی اور اس کا بدن ہچکیوں سے لرز رہا تھا۔ میں اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامے بیٹھا تھا کیونکہ میں اس بے وقوف لڑکی کو یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ اس کی چاہت نے ہی اس کے محبوب کی جان لی ہے۔ اس نے اپنے مستقبل کا تحفظ کیا ۔۔ یہ جانے بغیر کہ اس طرح اس نے خود اپنے تمام خوابوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا ہے۔ اگر وہ پیکٹ پہنچا سکتی تو شاید جیک کی جان بھی بچا سکتی تھی مگر یہ اس کے بس میں نہیں تھا۔ "جب تم نے اسے یہ بتایا تو اس نے کیا کہا؟" میں نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" وہ بولی۔ "وہ صرف ہنسا اور اس نے فون بند کر دیا مگر مسٹر مارٹن اس کی ہنسی نے مجھے خوف زدہ کر دیا تھا۔ وہ ہنسی سے ڈر گئی تھی کیونکہ یہ ہنسی نہیں تھی۔ نوحہ تھا ۔۔ اور جیک قدرت کی اس ستم ظریفی پر نوحہ گری کے سوا کر بھی کیا سکتا تھا۔ یہ تدبیر پر تقدیر کی خندہ زنی تھی۔ کیونکہ اس وقت جب اس پر فرار کے تمام راستے بند ہو گئے تھے اس کے لئے زندہ رہنے کا صرف ایک بہانہ تھا کہ وہ اپنی شکست مان لے۔ جب قاتلوں نے دونالی والی رائفل کا رخ اس کے چہرے کی طرف کیا ہوگا کہ وہ ان کو مال منگوا کر ان کے حوالے کر دے تو جیک نے زندہ رہنے کے لیے اس کے سوا چارہ نہ دیکھا ہوگا کہ وہ مال غنیمت سے دست بردار ہو جائے۔ اور جب فون کرنے پر اسے معلوم ہوا ہوگا کہ اب اعتراف شکست کی صورت بھی نہیں رہی تو اس نے کچھ کہنے کا سوچا ہوگا۔ جولیا سے بھی اور اپنے قاتلوں سے بھی۔ اور اس ایک لمحے میں اسے اپنی ساری تگ و دو کے انجام پر ہنسی آئی ہوگی۔ جیک زندہ دل آدمی تھا۔ وہ یقیناً اپنی موت پر بھی ہنسا ہوگا۔

"جارج۔" میں کسی تمہید کے بغیر کہا۔ "سارہ کہاں ہے؟"

شاید جارج انکار کرنا چاہتا تھا کہ میرا شبہ بے بنیاد ہے مگر اسی وقت باتھ روم کا دروازہ کھلا اور سارہ کمرے میں آگئی۔ اس نے سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھا۔

"مسز جان کیسلو عرف سارہ۔" میں نے کہا۔ "یہ تو تم جانتی ہو کہ کسی نے میرے دوست جیک کو بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا ہے۔ کیا تمہیں اس کی وجہ معلوم ہے؟"

"اس نے ۔۔ اس نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا۔ مجھے بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی۔" وہ کچھ دیر بعد آہستہ سے بولی ۔۔ "مگر میں نے اسے قتل نہیں کیا۔"

"وہ مجھے معلوم ہے۔" میں نے کہا۔ "تم نے صرف اس کے جہاز کو تباہ کیا تھا تاکہ وہ زمرد نکال نہ جا سکے لیکن میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہارا اس معاملے میں کیا کردار ہے؟ اگر میگل کا تعلق انشورنس کمپنی سے ہے تو تمہارا اس سے کیا تعلق ہے؟"

"یونیورسل انشورنس کمپنی جس نے مجھے میرے شوہر کی موت پر بیس ہزار پونڈ دیئے میگل کی ہے۔ مگر وہ بہت سے دھندے کرتا ہے ۔۔ کچھ جائز ۔۔ کچھ ناجائز ۔۔ اس نے میرے شوہر کو پانچ ہزار ڈالر کے عوض اس بات پر رضامند کر لیا تھا کہ وہ ایک شخص کو میکسیکو لے جائے۔ یہ شخص گرانٹ تھا جس نے میرے شوہر کو بتایا کہ اُسے بہت معمولی قیمت پر ایک پرانا جہاز مل گیا ہے۔ اسے میکسیکو لے جا کر نیا رجسٹریشن نمبر لینا ہے اور پھر امریکہ اور گرینڈ لے کے راستے یورپ پہنچانا ہے جہاں یہ جہاز دگنی قیمت پر فروخت ہو جائے گا۔ میرا شوہر لالچ میں مان گیا مگر روانگی سے قبل گرانٹ نے نشے کی مدہوشی میں یہ راز فاش کر دیا کہ جہاز پر پانچ لاکھ ڈالر کے ناتراشیدہ زمرد پائلٹ کی سیٹ کے عین نیچے پوشیدہ ہیں جن کا مالک میگل ہے۔ ان دنوں میرے شوہر کے اور میرے خاندانی حالات مالی پریشانی کی وجہ سے خراب تھے چنانچہ میرے شوہر نے میگل کو بلیک میل کر کے اس سے زیادہ معاوضہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ میگل مان گیا اور رقم روانگی سے پہلے میرے حوالے کر دی گئی۔"

"بیس ہزار پونڈ؟" میں نے سگریٹ کو جوتے کی ایڑی سے مسل کر بجھ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "ٹھیک ہے۔ اس حد تک بات درست ہو سکتی ہے مگر سارہ ۔۔ اب یہ بھی تو بتا دو کہ تم کون ہو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم جان کیسلو کی بیوی نہیں ہو۔"

جارج کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا اور سارہ کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔

"یہ ..... تم کیسے کہہ سکتے ہو ۔۔ کیا ..... کیا تم جان کیسلو کو جانتے تھے؟ ۔۔"

"بس مسز جان کیسلو۔" میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "جان کیسلو میرا ہی ایک نام ہے اور اپنے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ میں نے ابھی تک تم سے شادی نہیں کی ہے۔"

بات بہت پرانی ہے۔ اس سال میں نے سولہ ہزار ڈالر کے عوض اپنا یہ جہاز خریدا تھا جو خشکی اور پانی میں یکساں کامیابی کے ساتھ اترنے کی منفرد خصوصیت کا حامل تھا۔ مگر اس سال کاروبار مندا رہا اور میں نے سال کے آخر میں صرف بارہ ہزار ڈالر کا منافع کمایا جو میری توقعات سے بہت کم تھا۔ میرا یہ خیال تھا کہ ایک سال بعد میں جہاز کی

مجموعی قیمت کا بقیہ حصہ بھی ادا کر دیں گا مگر اس کی اب امید نہ رہی تھی۔ مجھے یہ پریشانی نہ تھی کہ کمپنی مجھ پر دعویٰ دائر کرے گی یا جہاز مجھ سے واپس لے لے گی۔ میں صرف اپنی توقعات کے پورا نہ ہونے سے مایوس تھا کہ انہی دنوں مجھے ایک پرانے پائلٹ نے کاروباری اعتبار سے ایک نفع بخش سودے کے بارے میں بتایا۔ مارٹن گرانٹ نام کا کوئی شخص آئرلینڈ تک جہاز لے جانے کے ایک ہزار ڈالر اور واپسی کا کرایہ دینے کے لئے تیار تھا۔ بتانے والا تو یہ بات کہہ کے اور فیصلہ مجھ پر چھوڑ کے چلا گیا — اور ایک ماہ بعد وہ خراب موسم میں جہاز کو اتارنے کی کوشش میں مارا بھی گیا — مگر میں نے ایک ہزار ڈالر کے چکر میں گرانٹ سے رابطہ قائم کر لیا۔ اُس کا جہاز گوز بے سے کوئی دو سو میل شمال میں ایک چھوٹے سے ہوائی اڈے کے باہر کھڑا تھا۔ اُس پر کینیڈا کا رجسٹریشن نمبر بارش میں بھیگ کر خراب ہو رہا تھا اور میں نے تھوڑا سا رگڑ کر دیکھا تو مجھے پینٹ کے نیچے پرانا نمبر بھی دکھائی دینے لگا۔ جب میں نے اپنی خدمات پیش کیں تو گرانٹ نے میرا لائسنس دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اُس وقت تک یہ بات میری سمجھ میں آ چکی تھی کہ یہ معاملہ کس حد تک غیر قانونی ہے۔ چنانچہ میں نے اسے جو لائسنس پیش کیا وہ میرا نہیں تھا۔ جان کیلو کا تھا۔

جان کیلو کا لائسنس میرے پاس کیسے آیا؟ یہ ایک الگ کہانی ہے۔ اپنا جہاز خریدنے سے پہلے میں کینیڈا کی ایک ایئر لائن میں معاون پائلٹ تھا۔ اور یہ کمپنی تجارتی سامان کی نقل و حمل کا کام کرتی تھی۔ جان کیلو اس کمپنی کا چیف پائلٹ تھا۔ ترین سال کا تجربہ کار اور جہاز رانی شخص جس کا دنیا میں آگے پیچھے کوئی نہ تھا۔ چنانچہ وہ جتنا کماتا تھا اڑا دیتا تھا۔ کھانے میں کم اور پینے میں زیادہ — نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دل کا مریض ہو گیا اور زندگی کی آخری پرواز میں اس کا ہم سفر میں تھا۔ ہماری منزل بصرہ تھی مگر اس کا انتقال آدھے راستے میں ہو گیا۔ میں نے اس کے کاغذات وغیرہ اپنے قبضے میں کر لئے اور بصرے میں پولیس حکام کی رسمی کارروائی کے بعد جب یہ کاغذات مجھے واپس ملے تو میں نے بدنیتی کے باعث نہیں بلکہ ایک دوست کی نشانی سمجھ کر اپنے پاس رکھ لئے کمپنی کو واپس نہیں کئے۔ اور اب اس وقت میں نے اپنے کاغذات کی بجائے جان کیلو کے کاغذات گرانٹ کے سامنے رکھ دیئے تاکہ اگر کبھی گڑبڑ ہو تو میں بچ جاؤں۔ گرانٹ مطمئن ہو گیا اور اس نے مجھے ایک ہزار ڈالر اور واپسی کے کرائے کی پیشکش کی مگر میں نے چار ہزار ڈالر اور واپسی کے کرائے کی شرط رکھی اور اسے بتا دیا کہ میں پرواز کی غیر قانونی نوعیت کو سمجھتا ہوں۔ مزید یہ کہ ان حالات میں کوئی بھی پائلٹ اس سے کم معاوضے پر راضی نہ ہو گا۔ خلاف امید وہ مان گیا اور کل رقم پیشگی بھی ادا کر دی۔ مگر اگلے دن میں طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوائی اڈے پہنچا تو اس نے مزید ایک ہزار ڈالر میرے ہاتھ پر رکھے اور کہا کہ اب ہماری منزل آئرلینڈ نہیں ہو گی گرین لینڈ کی برف پوش سرزمین ہو گی۔ یہ تقریباً سولہ سو میل کا فاصلہ تھا اور میرے لئے منزل کے بدلنے سے زیادہ فرق نہیں پڑتا تھا چنانچہ اضافی معاوضہ میری سمجھ میں اس وقت آیا جب اس نے بڑی بے تکلفی اور رازداری کے ساتھ کہا کہ ہم کنٹرول ٹاور کو اپنے پروگرام کی اس تبدیلی سے مطلع نہیں کریں گے۔ کنٹرول ٹاور کو یوں بھی اس سے کوئی غرض نہ تھی کیونکہ ایک بار بخیر و عافیت رخصت ہو جانے کے بعد جہاز خواہ آئرلینڈ جائے یا گرین لینڈ یا تھائی لینڈ۔ گرانٹ تھوڑا بہت پائلٹ خود بھی تھا۔ چنانچہ آدھا راستہ طے کرنے کے بعد میں نے کنٹرول اسے دیا اور خود جہاز کے پچھلے حصے میں بنے ہوئے باتھ روم جانے کے لئے کیبن سے باہر آ گیا۔ باتھ روم کا دروازہ کھولتے ہی مجھے اپنے سامنے ایک شخص ریوالور لئے ہوئے نظر آیا — میں نے اُسے بتایا کہ وہ کوئی حماقت نہ کرے کیونکہ میں جہاز کا پائلٹ ہوں۔ اور وہ قہقہہ مار کر ہنسا۔ ”میں اس جہاز کو آنکھوں پر پٹی باندھ کر اڑا سکتا ہوں مسٹر پائلٹ۔“ وہ بولا — ”مجھے تو گرانٹ سے بات کرنی ہے۔“ اُس کے اشارے پر میں اُلٹے قدم واپس ہوا اور کیبن میں آ گیا۔ گرانٹ نے میرے ساتھ اُس اجنبی کو دیکھا تو اُس کے لبوں سے مسکراہٹ کا نور ہو گئی۔ ”ہیریسن“ — اُس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ مگر ہیریسن نے مجھے اشارہ کیا کہ میں پائلٹ کی جگہ سنبھال لوں۔ ”مجھے گرانٹ سے اس حرامی پن کی وجہ پوچھنی ہے۔“ حرامی پن کیا تھا۔ یہ اس نے مجھے نہیں بتایا۔ اور میں نے اصرار بھی نہیں کیا۔ وہ دونوں باہر نکل گئے۔ لیکن ابھی چند ہی منٹ ہوئے ہوں گے کہ مجھے دو گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے جہاز کو ”آٹو پائلٹ“ پر سیٹ کیا اور باہر آ گیا۔ میرے باتھ روم تک پہنچنے سے پہلے تین فائر اور ہوئے اور جب میں نے دروازہ کھولا تو گرانٹ منہ کے بل باہر آ پڑا۔ ہیریسن باتھ روم ہی میں مرا پڑا تھا اور اس کی لاش ایک دیوار کے ساتھ یوں ٹکی ہوئی تھی کہ اس کا سر کونے میں جا لگا تھا اور پیر سیدھے پھیلے ہوئے تھے۔ گرانٹ زندہ تھا مگر چند منٹ بعد وہ بھی کچھ بتائے بغیر مر گیا۔ میں اُس جہاز میں دو لاشوں کے ساتھ تنہا رہ گیا۔ جہاز غیر قانونی طور پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس کا رجسٹریشن بوگس تھا۔ اس پر دو افراد قتل ہوئے پڑے تھے۔ اور اس کا پائلٹ یعنی میں جعلی نام سے سفر کر رہا تھا۔ چنانچہ میرے لئے کسی ایئرپورٹ پر اترنا قطعاً ناممکن تھا۔ میں کم سے کم درجن بھر مقدمات میں ملوث ہو جاتا اور میری باقی عمر لائسنس منسوخ ہو جانے کے بعد جیل میں بسر ہوتی۔ بہت سر پٹخنے کے بعد بالآخر میں اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کا ایک طریقہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

میں نے جہاز کا فاضل تیل گرا دیا جو نیچے پھیلی ہوئی سینکڑوں مربع میل کی برف پر گرا ہو گا۔ میرے اندازے کے مطابق جہاز اس وقت سینڈمیگ پر سے گزر چکا تھا۔ چنانچہ میں نے پھر آٹو پائلٹ کو سیٹ کیا اور پیراشوٹ لے کر کود گیا۔ جہاز اس رات کی تاریکی میں دو لاشوں کو لئے

سیدھا آگے چلتا گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ کچھ دور جا کے جہاں جہاز کا تیل ختم ہو جائے گا اس کے دونوں انجن بند ہو جائیں گے اور جہاز شہاب ثاقب کی طرح لہراتا ہوا قوس کی شکل میں زمین کا رخ کرے گا اور کشش ثقل اسے کھینچ لے گی۔ کسی نامعلوم مقام پر دونوں لاشیں اپنے آہنی تابوت کے ساتھ دفن ہو جائیں گی۔ پھر کون جانے ان کا سراغ کسی کو کب ملے گا۔ سینکڑوں میل تک پھیلا ہوا یہ برفانی علاقہ عام گزرگاہ نہ تھا اور جو بھی جہاز بھٹک کر ادھر آ جاتے تھے وہ عموماً حادثات کا شکار ہو کر تعر گمنامی میں کھو جاتے تھے۔ پیراشوٹ کے ذریعہ میں جس مقام پر اترا وہ سینڈ ویگ سے بارہ میل دور تھا۔ جولیا کا دادا مجھے دیکھ کر بہت حیران ہوا مگر میں نے اُسے بتایا کہ میں شکار کے لئے نکلا تھا تو اسے میرے بیان کی صداقت پر ذرا بھی شبہ نہ ہوا اور میں ایک رات وہاں گزار کر پھر وہیں پہنچ گیا جہاں میرا اپنا جہاز کھڑا تھا۔

جارج اور سارہ کو میری بات نے اتنا حیران کیا تھا جتنا زندگی میں کسی اور نے حیران نہ کیا ہو گا۔ "اب تم کیا جاننا چاہتے ہو۔" سارہ نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"وہ زمرد کس کے تھے۔" میں نے کہا۔ "اور یہ کہ تم کون ہو۔"

"میں بیگل کے ساتھ ہوں۔" وہ بولی۔ "اور زمرد گرانٹ نے چوری کیے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ پیرسن کی مدد سے یہ زمرد لے کر نکل جائے مگر عین وقت پر اس کی نیت میں فتور پیدا ہوا اور اس نے کسی پائلٹ کو ہزار دو ہزار ڈالر دے کر چپکے سے نکل جانے کا پروگرام بنا لیا۔ اس منصوبے میں بیگل بھی شریک تھا لیکن نہ جانے کیسے پیرسن کو خبر مل گئی اور وہ پہلے سے جہاز میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ بیگل کو کسی سازش یا بدعہدی کا شبہ نہیں ہوا اور وہ یہی سمجھا کہ جہاز حادثے میں تباہ ہو گیا ہے۔"

دروازے پر دستک ہوئی اور جولیا اندر آ گئی۔ "مسٹر مارٹن۔" وہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔ "کیا آپ مجھے میرے دادا کے پاس سینڈ ویگ پہنچا سکتے ہیں۔ پلیز ـــ"

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ـــ یہ معاملہ اب بہت سنگین صورت اختیار کر گیا ہے۔" میں نے کہا۔ "شاید پولیس کو تمہارے بیان کی ـــ یا تمہاری ضرورت پڑے۔"

"میں فرار تو نہیں ہو رہی ہوں مسٹر مارٹن میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اس پیکٹ میں کیا تھا جو میں نے اپنے دادا کو بھیج دیا ہے۔ خدانخواستہ وہ تو کسی مصیبت میں نہیں پڑ جائیں گے۔" میں نے اسے اطمینان دلایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی۔ "اور ہم اس موسم میں تو نہیں جا سکتے۔ مگر امید ہے کہ صبح تک موسم ٹھیک ہو جائے گا اور تب ہم روانہ ہو جائیں گے ـــ"

پھر میں نے جارج کی طرف دیکھا۔ "سارہ کو میں تمہاری تحویل میں دے کر جا رہا ہوں۔" وہ میرا مطلب سمجھ گیا اور میں جولیا کے ساتھ باہر نکل آیا۔ مجھے معلوم تھا کہ بیگل اور رالف کے فرار کی واحد صورت یہ ہے کہ وہ ڈی ہاما کے بحری جہاز کو استعمال کریں لیکن اس طوفانی موسم میں کوئی بھی بحری جہاز بندرگاہ سے نہیں نکل سکتا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں جولیا کے دادا سے وہ پیکٹ بھی وصول کرنا تھا جس کے بارے میں جیک نے مرنے سے پہلے انہیں بتا دیا ہو گا۔ صرف اس امید پر کہ شاید اس کی جان بچ جائے۔

صبح چار بجے میں نے ہوٹل کی جیپ روکی اور اپنے کمرے میں پہنچا تو جولیا اور جارج میرے منتظر تھے۔ "تم صبح صبح کہاں نکل گئے تھے۔" جارج نے کہا۔ "وہ لڑکی سب کو چکر دے کر نکل گئی۔ سارہ یا مسز جان کیلسو یا جو بھی وہ ہے۔"

باقی بات جولیا نے بتائی۔ "ہوٹل کے ایک کلرک نے بتایا ہے کہ رات گیارہ بجے مسز جان کو کسی نے فون کیا تھا مگر وہ بات نہیں سمجھ سکا کیونکہ گفتگو انگریزی میں نہیں ہوئی تھی۔ پھر مسز جان نے پوچھا کہ فریڈرک برگز سے سینڈ ویگ تک سڑک کے راستے کا کوئی نقشہ مل سکتا ہے تو فوراً بھیج دیا جائے۔ نقشہ مل گیا اور کچھ دیر بعد تین افراد ہوٹل پہنچے اُن میں سے ایک بیگل تھا اور دوسرا رالف۔ تیسرا شخص پہچانا نہیں گیا۔ مگر اُن کے پاس ایک لینڈ روور گاڑی تھی اور وہ چاروں اُس میں نکل گئے۔ سینڈ ویگ سے قریب ترین ہوائی اڈے تک وہ کسی بھی موٹر بوٹ میں پہنچ سکتے تھے اور وہاں سے یورپ، کینیڈا یا آسٹریلیا کہیں بھی جا سکتے ہیں۔"

"مگر انہیں سینڈ ویگ پہنچنے کے لئے تین گھنٹے بہرصورت چاہئیں۔" میں نے کہا۔ "اور ہم یہی فاصلہ بیس منٹ میں طے کر سکتے ہیں۔" اس موسم میں جہاز اڑانے کی کوشش کرنا خودکشی کے مترادف تھا مگر ایک بار ارادہ کر لینے کے بعد موت کا خوف مجھے اس کی تکمیل سے نہیں روک سکتا تھا۔ آدھ گھنٹے بعد جب میں نے ٹیک آف کیا تو اطمینان نے کہا۔ "جارج کی طرح اپنی زندگی تمہیں بھی عزیز نہیں مارٹن۔"

بندرگاہ سے نکل آنے کے بعد موسم بدل گیا اور ہم سینڈ ویگ میں اترے تو مطلع بالکل صاف تھا اور نیچے دھند چھٹ چکی تھی۔ باہر آتے ہی ہم نے اس موٹر بوٹ کو تلاش کیا جو ڈاک لے کر سینڈ ویگ آئی تھی۔ ڈاک لانے والا پچاس برس کا ایک بوڑھا تھا مگر خوش اخلاق آدمی تھا جو پیدائش کے وقت سے جولیا کو جانتا تھا۔ اس نے ابھی تک ڈاک دیکھی ہی نہ تھی۔ جولیا کے کہنے پر اس نے وہ پارسل ڈھونڈ نکالا جو جولیا نے اپنے دادا کے نام ارسال کیا تھا۔ پارسل اس نے جولیا کے حوالے کر دیا کہ وہ اپنے دادا کو دیدے۔ مگر ہم نے اسے وہیں کھول لیا۔ اندر سے جوتوں کا ایک ڈبہ نکلا جسے ٹیپ لگا کر بند کیا گیا تھا۔ ڈبے کا ڈھکن

ہٹاتے ہی ہم سب کی نگاہ پانچ لاکھ ڈالر کے جواہرات پر پڑی۔ پوسٹ ماسٹر کچھ پریشان نظر آنے لگا۔

"یہ تو کوئی گڑبڑ ہے۔" وہ سٹپٹا کر بولا۔ "میں کسی چکر میں تو نہیں پڑ جاؤں گا جولیا۔"

"اگر اپنی زبان بند رکھو گے تو زندگی جیسے گزری ہے گزرتی رہے گی۔" میں نے کہا۔ "زیادہ سے زیادہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ پارسل پہنچا دیا گیا۔ وہ بھی کوئی پوچھے تو۔"

جولیا کے دادا کا گھر ابھی دو میل دور تھا اور یہ فاصلہ ہمیں پیدل طے کرنا تھا مگر عین وقت پر ہمیں پوسٹ آفس کی جیپ مل گئی۔ اس کی پچھلی سیٹ پر جارج کے ساتھ جولیا بیٹھ گئی تو ایلن بادل نخواستہ اگلی سیٹ پر میرے ساتھ آ بیٹھی۔ ابھی ہم روانہ ہی ہوئے تھے کہ ہمیں اپنے بالکل پیچھے لینڈ روور نظر آئی۔ انہوں نے جان کا خطرہ مول لے کر تین گھنٹے کا فاصلہ ڈیڑھ گھنٹے میں طے کر لیا تھا اور اب ہم ان کے نشانے کی زد میں تھے۔ میں نے بڑی تیزی سے ایک موڑ کاٹا اور جیپ کو اچانک روک لیا۔ جیپ دو پہیوں پر ترچھی ہوئی اور پھر سیدھی ہو گئی۔ مگر اتنی دیر میں مجھے چھلانگ لگانے کی فرصت مل گئی تھی۔ میں نے چیخ کر جارج سے کہا کہ وہ جیپ لے کر جائے اور خود سڑک پر کھڑا رہا۔ کیونکہ میں نے لینڈ روور میں سے بھی ایک آدمی کو کودتے دیکھ لیا تھا۔ جیپ کے روانہ ہوتے ہی لینڈ روور بھی روانہ ہو گئی اور میں میگل سے جان بچانے کے لئے جنگل کے پُر پیچ راستوں پر دوڑنے لگا۔ تین گولیاں مجھے چھوئے بغیر نکل گئیں مگر ایک گولی میری کلائی میں گھس گئی اور ہڈیوں کا چورا کر دیا۔ اب میں اس ہاتھ سے فائر بھی نہیں کر سکتا تھا اور میرے سامنے ساحل آ گیا تھا۔ میں نے دو چٹانوں کی درمیانی درز میں پناہ لی۔ اور میگل کو وہیں سے ساحل پر نگاہ دوڑاتے دیکھا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ اس چٹان کی سمت بڑھا اور اس کے اوپر چڑھ گیا۔ وہ اس بلندی سے آس پاس کے علاقے کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ میں دبے پاؤں اس درز سے نکلا اور مضبوطی سے قدم جماتا کوئی آہٹ کئے بغیر جھک کر اوپر کی طرف چڑھنے لگا۔ میگل چٹان کے آخری کنارے پر کھڑا تھا جس کے بالکل نیچے دو سو فٹ کی گہرائی میں سمندر کی لہریں چھوٹی چھوٹی چٹانوں سے ٹکرا کر لوٹ رہی تھیں اور جھاگ اڑا رہی تھیں۔ تھوڑے فاصلے پر میں رک گیا۔ کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ وہ لوٹ نہ پڑے یا مجھے کسی آہٹ پر دیکھ نہ لے۔ پھر میں نے اپنے ایک ہاتھ میں پتھر اٹھایا اور نشانہ لے کر پوری قوت سے اس کے سر پر مارا۔ پتھر ٹھیک نشانے پر لگا اور وہ اس کی ضرب سے آگے جھکا تو دو سو فٹ نیچے گر گیا۔ جہاں موجیں اور چٹانیں اس کی منتظر تھیں۔ لیکن اس کے بعد میں نے پلٹ کر دیکھا تو ڈی گاما پہاڑ کی طرح میری راہ میں حائل تھا۔

رالف ریوالور لئے دروازے کے قریب کھڑا تھا اور اس کے پہلو میں سارہ تھی۔ دروازے کے بالکل سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک میز پر جولیا کا دادا لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور سر سے خون رس رہا تھا۔ میز کی ایک جانب جولیا کھڑی تھی اور دوسری جانب ایلن۔ دونوں کے چہرے بے بسی اور خوف کے احساس سے زرد تھے۔ اور آنسو دونوں کی آنکھوں سے چپکے چپکے بہتے جا رہے تھے۔ پھر ایک گولی آئی اور ایک کھڑکی کے شیشے کو توڑتی ہوئی دیوار میں پیوست ہو گئی۔

"مارٹن۔" رالف نے مجھے ریوالور سے اشارہ کیا۔ "اس ایکڑ سے کہو یہ شوٹنگ نہیں ہو رہی ہے۔ اگر وہ دو منٹ کے اندر اندر تمہارے ساتھ نہ آیا تو میں ایلن کو گولی مار دوں گا۔"

میں تیر کی طرح دروازے سے گزر گیا اور صحن کو عبور کر کے اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں مجھ سے بھرا ہوا تھا۔ اور ایک رات جارج اور میں ہم دونوں ایک ہی وقت میں اس کی چھت کے نیچے سارہ اور ایلن کے ساتھ چند لمحے بسر کر چکے تھے۔ اب وہ اس کی چھت پر بیٹھا اپنی رائفل سے اندھا دھند فائرنگ کر رہا تھا۔ وہاں سے اس کے نشانے کی زد میں کوئی بھی نہ تھا۔ میں نے چیخ کر اسے بتایا کہ رالف کیا چاہتا ہے۔ دو منٹ بعد ہم ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے اور جارج نے اپنی رائفل پھینک دی۔

"زمرد کہاں ہیں؟" رالف نے جارج کو خشمگیں نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

جارج نے آہستہ سے اپنی بیلٹ کھولی اور رالف کی طرف پھینک دی۔ بیلٹ سارہ نے اٹھالی۔ ایلن اچانک آگے بڑھی۔ "مسٹر رالف آپ کی چیز آپ کو مل گئی۔ کیا اب ہم جا سکتے ہیں یا ہمارا انجام بھی وہی ہو گا جو جیک کا ہوا تھا۔"

"جیک کو میں نے نہیں مارا تھا۔" رالف نے کہا۔ "اسے میگل یا مارٹی ڈی گاما میں سے بھی کسی نے نہیں مارا تھا مس ایلن! اسے مارنے والا جارج تھا۔"

یک وقت میری، جولیا اور ایلن کی نگاہیں جارج کی طرف اٹھیں۔ جرم کا اعتراف اس کی صورت پر تحریر تھا۔ "مجھے اس عورت نے ورغلایا تھا مارٹن۔" وہ سارہ پر نظر جما کر بولا۔ "اور تم جانتے ہو میرے مالی حالات کیا ہیں۔ ایلن تمہیں سب کچھ بتا چکی ہے کیونکہ بہتیں ـــــ بھی وہ اتنا ہی قابل اعتماد سمجھتی تھی جتنا مجھے۔ اور میرے لئے ساری پریشانیوں سے نجات کی واحد صورت یہی تھی جو سارہ نے مجھے سمجھائی تھی۔ اگر میں جیک سے وہ زمرد حاصل کر لوں تو ہم تینوں انہیں تقسیم کر سکتے ہیں ـــ" وہ کچھ دیر کے لئے رکا۔ "اور میرا ارادہ اسے مارنے کا نہیں تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ پولیس کے پاس نہیں جا سکتا چنانچہ میں نے اسے جان سے مارنے کی دھمکی دینے کے لئے رائفل اٹھائی تھی مگر وہ حماقت کی حد تک جرأت مند تھا۔ وہ مجھ پر جھپٹ پڑا اور گولی چل گئی۔"

خدمت میں پیش پیش
آپ کے لئے
ایک اور خدمت

اس سے تو ہر کوئی واقف ہے کہ اکسیری دواخانہ گزشتہ پچاس سال سے بین الاقوامی ۔ مثالی شہرت و عزت کا حامل رہا ہے ۔ اس معتبر ادارہ کا بڑا مقصد عوام کی بے لوث خدمت، سستے آسان اور موثر علاج سے کرنا رہی ہے ۔ اب ایک منفرد خدمت عوام کو پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے ۔

آپ پاکستان میں ہوں یا پاکستان سے باہر

ہم آپ کی صحت کی حفاظت کرسکتے ہیں

کراچی سے دور شہر دل اور بیرون پاکستان ایران، عراق، دوبئی، سعودی عرب، ابوظہبی، بحرین، کویت انگلینڈ، امریکہ، افریقہ میں مقیم پاکستانیوں کے استفادے، آسانی اور سہولت کے پیش نظر اس ادارہ نے ان کے لئے ایک علیحدہ "شعبۂ تشخیص و تجویز" قائم کر دیا ہے ۔ جس کا کام صرف خط و کتابت کے ذریعہ ان بیمار، دکھی دل مریضوں کے علاج کے لئے ہمدردانہ غور و فکر کے بعد آسان علاج، صحتمند اور کامیاب زندگی گزارنے کے اصولوں اور راہوں سے آشنا کرنا ہے ۔

آپ بھی گھر بیٹھے اپنا علاج کرائیں

اپنی بیماریوں و شکایتوں کے تفصیلی کوائف کے ساتھ اس شعبہ سے بذریعہ خط رابطہ قائم کریں ۔

اوقاتِ مطب : صبح دس بجے سے شام چھ بجے تک (اتوار کو بند رہتا ہے)

شعبۂ تشخیص و تجویز : فون : ۲۱۳۱۹۷

اکسیری دواخانہ (قائم شدہ ۱۹۲۵ء)

موسٰی والا بلڈنگ ۔ بالمقابل میونسپل کارپوریشن ۔ ڈسٹرکٹ کورٹ ۔ ایم ۔ اے ۔ جناح روڈ ۔ کراچی

"تم جھوٹ کہتے ہو جارج۔" سارہ چلائی۔ "مجھے معلوم ہے ۔۔۔"

جارج نے نفی میں سر ہلایا۔ "تم سو رہی تھیں جانِ من۔ میں تو صرف ایک منٹ کے لئے اُٹھ کر گیا تھا۔"

چند لمحوں کے لئے اس مختصر سے کمرے میں موت کا سا سکوت طاری رہا۔ اور ہم سب ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ میں۔ جولیا۔ اور ایلن۔ پھر جارج آگے بڑھا اور اس نے اپنا کوٹ ایلن کے کندھوں پر ڈال دیا۔ "تمہیں سردی نہ لگ جائے جانِ من۔" "کیا تم اپنے ساتھ مجھے بھی لے جا سکتے ہو؟" جارج نے بے چارگی سے ڈی گاما اور رالف کی صورتوں کو باری باری دیکھا مگر اُن کے چہرے سپاٹ اور منجمد تھے۔

"تم یہ بات بھول رہے ہو جارج۔" میں نے کہا۔ "کہ بحری جہاز کچھوے کی طرح چلتا ہے۔ اور ہوائی جہاز پرندے کی طرح اڑتا ہے۔ اس سمندر میں کوئی کہاں تک چھپ سکتا ہے؟ اور پھر تم جیسا آدمی جسے ساری دنیا پہچانتی ہے۔"

"میں یہ زمرد فروخت کرنے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں رالف۔" جارج نے کہا۔ "سمندر میں سیکڑوں جزیرے ہیں ہم کہیں بھی چھپ سکتے ہیں اور زمرد چھپا سکتے ہیں اور تم میرے ساتھ امریکہ پہنچ سکتے ہو وہاں میرے تعلقات بہت وسیع ہیں لیکن تم صرف یہ وعدہ کرو کہ کسی سے کچھ نہیں کہو گے کیونکہ یہ سب لوگ جو یہاں موجود ہیں بے گناہ لوگ ہیں۔"

رالف نے سارہ کے ہاتھ سے وہ بیلٹ لے لی جس میں ہم نے زمرد چھپائے تھے۔

"آل رائٹ۔" رالف نے کہا۔ "تم ہمارے ساتھ چل سکتے ہو۔" اس کے اشارے پر جارج باہر نکل گیا۔ پھر ڈی گاما گیا۔ آخر میں رالف رخصت ہوا۔ سارہ آگے بڑھی ہی تھی کہ رالف نے ریوالور کا رُخ اس کی طرف کر دیا۔ "اگر ایک قدم آگے بڑھایا تو میں گولی مار دوں گا۔ تم جیسی عورت کو زندہ رہنے کا حق بھی نہیں ملنا چاہیے۔" سارہ کے قدم رُک گئے۔ پھر وہ چیخ مار کر آگے بڑھی اور رالف کی گولی اس کے دل میں پیوست ہو گئی۔ ہم اسے مرتا دیکھتے رہے اور رالف باہر نکل گیا۔ پھر میں نے لینڈ رور کے روانہ ہونے کی آواز سنی اور ایک مرتبہ پھر میں نے خود کو دنیا کا سب سے بڑا احمق تصور کیا کیونکہ اس جدوجہد کا یہ انجام وہ نہیں تھا جو ہونا چاہیے تھا۔ اچانک ایلن نے ایک چیخ ماری۔ "مارٹن۔ وہ اُسے مار ڈالیں گے۔ وہ سارے زمرد تو مجھے دے گیا ہے۔" اس نے جارج کے کوٹ کی جیب مجھے دکھاتے ہوئے کہا۔ "جب وہ چھت پر چڑھا بیٹھا تھا اور فائرنگ کر رہا تھا تب شاید اس نے زمرد اپنی جیب میں بھر لیے تھے اور بیلٹ کو پتھروں سے بھر دیا تھا۔ اس وقت اس نے اپنا کوٹ اسی لئے مجھے دے دیا تھا۔"

سوچے سمجھے بغیر میں باہر بھاگا۔ لیکن میری تگ و دو بے سود تھی کیونکہ میں نے اپنے جہاز کے انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سن لی تھی۔ چند منٹ بعد میں نے جہاز کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔ اور میرا دل چاہا کہ میں دہاڑیں مار مار کر روؤں۔ مجھے نہ زمرد کے جانے کا افسوس تھا نہ جہاز کے جانے کا۔ مجھے افسوس تھا کہ میری اور ایلن کی مشترکہ کوشش بھی جارج کو اپنی ناکامیوں کا انتقام اپنی زندگی سے لینے کے ارادے سے باز نہ رکھ سکی۔ جہاز اوپر اُٹھتا جا رہا تھا کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا اور آسمان میں ایک شعلہ سا روشن نظر آنے لگا۔ پھر یہ شعلہ کسی شہاب ثاقب کی طرح قوس کی صورت میں سفر کرتا سمندر میں غرق ہو گیا۔ غالباً جارج نے جہاز کے تیل کے ٹینکوں کو رائفل کی گولی کا نشانہ بنا دیا تھا۔ وہ مرنا چاہتا تھا لیکن مرتے مرتے وہ ہم سب کے لئے زندگی کی ضمانت فراہم کر گیا تھا۔

"جولیا۔" میں نے کہا۔ "تم بڑی اچھی لڑکی ہو اور مجھے یقین ہے کہ خدا نے تمہارے لئے تم جیسا شوہر بھی پیدا کیا ہو گا۔ جیک تمہارے قابل نہیں تھا۔" مگر تسلی کے الفاظ اس لڑکی کے لئے بے مصرف تھے۔ کیونکہ عشق بہرحال اسی جذبے کا نام ہے جو جولیا کے دل میں جیک کے لئے تھا اور جس کا تعلق کہیں بھی عقل سے نہیں۔ میں نے ایلن کو تھاما اور باہر نکل آیا۔ جارج کا کوٹ ایلن کے شانوں پر تھا اور اُس کوٹ کی جیب میں پانچ لاکھ ڈالر کے زمرد تھے۔

●●